اردو

شرح
ثلاثة الأصول وأدلتها
والقواعد الأربع
ومتن نواقض الإسلام

دین کے تین بنیادی اصول اور ان کے دلائل
چار اہم قاعدے اور نواقض اسلام کی شرح

مؤلف:
امام الدعوۃ الشیخ محمد بن عبد الوھاب بن سلیمان التمیمی
(رحمہ اللہ وأسکنہ فسیح جناتہ)

شارح
فضیلۃ الشیخ ہیثم بن محمد جمیل سرحان
(سابق مدرس معہد الحرم۔ مسجد نبوی ﷺ۔ جنرل منیجر تاصیل علمی)

مترجم
محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن
(پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ)

وقف لله تعالى لا يجوز بيعه

یہ کتاب اللہ کیلئے وقف ہے بیچنا جائز نہیں ہے

ناشر: مرکز دار الہدی، اڈپی، ہند

شـــرح

ثلاثة الأصول وأدلتها
والقواعد الأربع
ومتن نواقض الإسلام

دین کے تین بنیادی اصول اور ان کے دلائل
چار اہم قاعدے
اور نواقض اسلام

کی شرح

تالیف: امام الدعوۃ الشیخ محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی

رحمه الله وأسكنه فسيح جناته

شـــارح

فضیلۃ الشیخ ہیثم بن محمد جمیل سرحان

سابق مدرس معہد الحرم - مسجد نبوی ﷺ - وجنرل مینیجر: تاصیل علمی

مترجم

محفوظ الرحمن محمد خلیل الرحمن

پی ایچ ڈی اسکالر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

نظر ثانی

فضیلـۃ الشیخ محمد اشفـاق مدنی

مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ در بھنگہ بہار انڈیا

الطبعة الثانية

١٤٤١هـ / ٢٠١٩م

مرکز دار الہدی، اڈپی، ہند

DAR-UL-HUDA GUIDANCE CENTRE

Udupi - Manipal Road, Kadiyali, Karnataka - India

0091 - 7337714400

0091 - 7337814400

www.darulhudaudupi.org

Darul Huda Udupi 00966507472706

Dar-ul-Huda Guidance Center UDUPI

@darulhudaudupi

ثلاثة الأصول وأدلتها

(دین کے تین بنیادی اصول اور ان کے دلائل)

ح هيثم محمد سرحان – ١٤٣٨ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

سرحان، هيثم محمد

شرح ثلاثة الأصول وأدلتها والقواعد الأربع ونواقض الإسلام لإمام الدعوة الشيخ محمد بن بن عبد الوهاب التميمي. / هيثم محمد سرحان.

الرياض، ١٤٣٨ هـ

١١٢ ص : ٢٤ × ١٧ سم

ردمك : ٥-٣٣٧٥-٠٢-٦٠٣-٩٧٨

١- التوحيد ٢- العقيدة الإسلامية أ٠ العنوان

ديوي٢٤٠ ١٤٣٨/٢٨٥٤

رقم الإيداع : ١٤٣٨/٢٨٥٤

ردمك : ٥-٣٣٧٥-٠٢-٦٠٣-٩٧٨

بسم الله الرحمن الرحيم

إنَّ الحَمدَ للهِ نَحمَدُه ونستعينُه ونَستغفرُه، ونَعوذُ باللهِ مِن شُرورِ أنفسِنا ومِن سيِّئاتِ أعمالِنا، مَن يَهدِه الله فلا مُضلَّ له، ومَن يُضلِل فلا هادِيَ له، وأشهَد أنْ لا إله إلَّا الله وحدَه لا شَريك له، وأشهَد أنَّ محمَّدًا عبدُه ورسولُه، أمَّا بعدُ:

شرح سے پہلے ایک مقدمہ

اس متن کے مؤلف

نام: شیخ الاسلام مجدد دعوت توحید امام محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان تمیمی۔

کنیت: ابو الحسین

ولادت: ۱۱۱۵ھ، اور وفات: ۱۲۰۶ھ بمقام عیینہ جو کہ سعودی عرب کا ایک مشہور شہر ہے۔

توحید کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ:

- اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی لئے پیدا کیا ہے
- اللہ تعالیٰ اس کے بغیر کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا ہے
- اللہ تعالیٰ اہل توحید کو ہی جنت میں داخل کرے گا
- یہ نیکیوں میں زیادتی کا سبب ہے
- یہ برائیوں کے لئے کفارہ ہے
- یہ ہدایت اور امن وشانتی (سلامتی) کا ذریعہ ہے
- یہ اطمینان وسکون حاصل کرنے کا ذریعہ ہے
- یہ نبی ﷺ کی شفاعت پانے کا ذریعہ ہے

اس متن کو اختیار کرنے کے اسباب

سلف صالحین اور علماے اہل سنت نے اس متن کو اہمیت دی ہے، کیونکہ اس میں بہت سارے نفع بخش فائدے اور ایسے اصول وضوابط اور قواعد ذکر کئے گئے ہیں جو ایک شرعی طالب علم کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا ہمیں بھی سلف صالحین کی پیروی کرتے ہوئے، ان کا منہج اپنانا چاہیے۔

* اور اسی طرح عوام الناس (عام لوگ) بھی اس متن کو پڑھنے سے مستغنی نہیں ہوسکتے، کیونکہ اس میں عقیدے کے ایسے اہم اصول بیان کیے گیے ہیں جن پر بغیر کسی شک وشبہ کے ایمان لانا واجب ہے۔

اس متن اور شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب –رحمہ اللہ- کی دیگر کتابوں کی اہم خصوصیات

- آسان، سلیس اور واضح عبارتیں
- دلیلوں کے ساتھ مسائل کا ذکر
- مسائل کی جمع وترتیب، ان کی تعداد کا بیان پھر ان کی شرح
- مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی تالیفات کو پڑھنے اور سننے والوں کے لیے زیادہ سے زیادہ دعا کا اہتمام

اصول ثلاثہ (تین اصول) کا مختصر تعارف

اصول ثلاثہ دراصل قبر کے تین سوالوں پر مشتمل ہے

- مَن رَبُّك؟ (تمہارا رب کون ہے؟)
- ما دِينُك؟ (تمہارا دین کیا ہے؟)
- مَن نَبِيُّك؟ (تمہارے نبی کون ہیں؟)

اس متن کے پڑھنے کے اہم فوائد

ان تین اصولوں کو اگر آپ جان لیتے ہیں، ان پر عمل کرتے ہیں، ان کی طرف دعوت دیتے ہیں، پھر اس علم، عمل اور دعوت پر صبر کرلیتے ہیں تو گویا کہ آپ نے قبر کے سوالوں کی تیاری کرلی۔

متن اصول ثلاثہ کی فہرست

اس متن کی پانچ قسمیں ہیں

۱. المَسائلُ الأربَع (چار مسائل) (سورہ عصر)

۲. المَسائلُ الثَّلاث (تین مسائل) (توحید کے اقسام)

۳. توحید کی اہمیت

۴. الأصولُ الثَّلاثة (تین اصول) (قبر کے سوالات)

۵. خاتمہ

١.المسائل الأربعة (چار مسائل)

١. علم حاصل کرنا

٢.اس پر عمل کرنا

٣.اس کی طرف دعوت دینا

٤.اذیتوں پر صبر کرنا

٢.المسائل الثلاث (تین مسائل)

١. توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات

٢. توحید الوہیت

٣. شرک اور اہل شرک سے اظہار براءت (دل، زبان اور اعضاء وجوارح کے ذریعے)

٣.توحید جاننے کی اہمیت

اس کا جواب (توحید کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟) میں ذکر کیا جا چکا ہے

٤. الأصول الثلاثة (تین اصول)

اصول ثلاثہ (تین اصول) دراصل قبر کے تین سوالات ہیں

مَن رَبُّك؟ (تمہارا رب کون ہے؟)

ما دِينُك؟ (تمہارا دین کیا ہے؟)

مَن نَبِيُّك؟ تمہارے نبی کون ہیں؟)

٥.خاتمہ

مصنف رَحِمَهُ ٱللَّهُ کا قول: «والنَّاسُ إذا ماتُوا يُبعَثون» سے لے کر آخری متن تک۔

پہلا: المسائل الأربعة (چار مسائل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم (١)
خوب اچھی طرح جان لیں- اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے-(٢) کہ چار مسائل کا جاننا ہمارے اوپر واجب ہے:
پہلا: علم.
اور علم: دلائل کی روشنی میں، اللہ کی، اس کے نبی ﷺ کی اور دین اسلام کی معرفت حاصل کرنے کا نام ہے۔
دوسرا: اس پر عمل کرنا ہے (٣).

(١) مصنف کے اس متن کو بسم اللہ سے شروع کرنے کے اسباب:

١. کتاب اللہ اور انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی اقتدا۔	٢. علماے سابقین اور سلف صالحین کی پیروی۔	٣. اللہ کے برگزیدہ ناموں سے برکت کا حصول۔

(٢) جیسا کہ مقدمہ میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ طالب علموں کے لئے دعا سے اپنی بات شروع کرتے ہیں، اور ان کے لئے رحمت طلب کرتے ہیں، اور اس میں واضح دلیل ہے:

علماء اہل سنت والجماعہ کے طلبہ کے ساتھ رحمدلانہ برتاؤ پر	دین اسلام کے مبنی بر رحمت ہونے پر

علم: دلائل کی روشنی میں حق کو پہچاننا ہے، جس کی ضد جہالت ہے۔

(٣) علم اور عمل کے مابین تعلق کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ: «علم پر اگر عمل کیا جائے تو باقی رہتا ہے، ورنہ ضائع ہو جاتا ہے»، ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں، جو عمل سے خالی ہو، لہذا علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرنا واجب ہے، تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو، کیونکہ ان کے پاس علم تو تھا لیکن وہ عمل سے خالی تھے ﴿يَعْرِفُونَهُۥ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَآءَهُمْ﴾ (وہ تو اسے ایسے پہچانتے ہیں، جیسے اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں)۔ اور سب سے پہلے جن تین لوگوں سے جہنم سلگائی جائے گی، ان میں سے ایک وہ ہوگا جس نے علم تو حاصل کیا مگر اس پر عمل پیرا نہ ہوا۔

وَعَالِمٌ بِعِلْمِهِ لَمْ يَعْمَلَنْ ... مُعَذَّبٌ مِنْ قَبْلِ عُبَّادِ الوَثَنْ

عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرے گا ... اسے صنم پرستوں سے پہلے عذاب دیا جائے گا

تیسرا: اس کی طرف دعوت دینا

دعوت کے چند شروط وضوابط ہیں، جن کا پایا جانا ضروری ہے، ان میں سے اہم یہ ہیں:

١. دعوت دین خالص اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو۔	٢. دعوت دین علم شرعی پر مبنی ہو۔	٣. دعوت دین حکمت، دانش مندی اور صبر کے ساتھ ہو۔	٤. دعوت دین مدعوئین (جنہیں دعوت دی جارہی ہے) کے احوال کی رعایت کے ساتھ ہو۔

ان شروط کی دلیل ہے:

اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴾ آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے، میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے، اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

﴿ قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ ﴾: (میری راہ) سے مراد شریعت اسلامیہ ہے جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی۔ سبیل یعنی راہ۔

﴿ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ﴾: وہ مخلص داعی جو لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہو۔

﴿ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ ﴾: بصیرت: اس سے مراد علم ہے، جو مندرجہ ذیل امور کو شامل ہے:

١. شریعت کا علم	٢. مدعوئین کے حالات کا علم	٣. دعوت کے اسلوب اور وسائل کا علم

گویا مؤلف رحمہ اللہ کہنا چاہتے ہیں کہ: جب آپ نے علم حاصل کر کے اس پر عمل کر لیا تو واجب ہے کہ اس طریقہ کو اختیار کریں جس پر نبی ﷺ، صحابہ کرام اور سلف صالحین چلتے تھے، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے:﴿ قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ﴾ (آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے، میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں)، یعنی دعوت (کا کام کرنا) ضروری ہے۔

(١) مصنف رحمہ اللہ علیہ نے دعوت کے بعد صبر کا ذکر کیا ہے، گویا ان کا مقصود یہ ہے کہ جو دعوت دین کی راہ کو اختیار کرے گا اسے بھی وہی (پریشانیاں) لاحق ہوں گی جو نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کو لاحق ہوئی تھیں، لہذا صبر کرنا ضروری ہے۔

چوتھا: اس راہ میں ملنے والی اذیتوں پر صبر کرنا(١).

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (٢). زمانے کی قسم، بیشک انسان سر تا سر نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

صبر:

شریعت میں	لغت میں
بعض چیزوں پر ڈٹے رہنا، اور بعض چیزوں سے خود کو روک لینا	الحَبْسُ (روکنا یا رکنا)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

١. نیک کاموں پر صبر کرنا، یہاں تک کہ ادا کر دیا جائے۔

٢. گناہ کے کاموں پر صبر کرنا، یہاں تک کہ اجتناب کر لیا جائے۔

٣. تقدیر میں لکھی ہوئی پریشانیوں پر صبر کرنا، یہاں تک کہ تسلیم کر لیا جائے۔

(٢) چاروں مسائل ذکر کرنے کے بعد مؤلف رحمہ اللہ علیہ نے قرآن کریم سے سورۃ العصر کو بطور دلیل پیش کیا ہے، اور مؤلف رحمہ اللہ علیہ ہمیشہ مسئلہ کو دلیل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، کیوں؟

- تاکہ طالب علم کی تربیت اور نشوونما اتباع پر ہو نہ کہ تقلید پر۔
- تاکہ طالب علم کے پاس دلیل ہو جس کے ذریعہ وہ مخالف کا رد کر سکے۔
- تاکہ طالب علم کے اندر درست بنیادوں پر اصول وضوابط کی روشنی میں دلائل سے احکام مستنبط کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

امام شافعی رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: «لَوْ مَا أَنْزَلَ اللهُ حُجَّةً عَلَى خَلْقِهِ إِلَّا هَذِهِ السُّورَةَ لَكَفَتْهُمْ»(۱). اگر اللہ نے اس سورت کے علاوہ اپنے مخلوق پر کوئی دوسری حجت نازل نہیں کی ہوتی تو یہی سورت (لوگوں کے لئے) کافی تھی۔

امام بخاری رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: «بَابٌ: العِلْمُ قَبْلَ القَوْلِ وَالعَمَلِ». ''قول وعمل سے پہلے علم (حاصل کرنے) کا باب''۔

اور دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ فَٱعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ ﴾.

سو(اے نبی!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔

تو (اللہ تعالی نے) قول وعمل سے پہلے علم سے شروع کیا ہے(۲)۔

(۱) آپ رحمہ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ سورت تنہا مخلوق پر حجت قائم کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ علم حاصل کرے، عمل کرے، اس کی طرف دعوت دے اور اس پر صبر کرے۔
تو پھر مکمل قرآن کا کیا کہنا؟ جبکہ پورا قرآن ہی حجت ہے۔

(۲) امیر المؤمنین فی الحدیث (حدیث کے میدان میں مومنوں کے امام) نے اپنی کتاب (صحیح بخاری) میں باب قائم ہے: «بَابٌ: العِلْمُ قَبْلَ القَوْلِ وَالعَمَلِ». ''قول وعمل سے پہلے علم (حاصل کرنے) کا باب''، اور اس کی دلیل ذکر کی ہے، لہذا کہنے اور عمل کرنے سے پہلے علم (حاصل کرنا) ضروری ہے۔
چنانچہ بغیر علم کے عمل کرنا درست نہیں، تاکہ نصاری (عیسائیوں) سے مشابہت نہ ہو، جو علم کے بغیر عمل کیا کرتے تھے۔

دوسرا: المسائل الثلاثة (تین مسائل)

(۱) مصنف رحمہ اللہ علیہ نے اس جگہ بھی طالب علم کے لئے دعائیہ کلمات سے اپنی تحریر کا آغاز کیا ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ علیہ نے اصول ثلاثہ (تین اصول) کے اندر طالب علم کے لئے تین جگہ پر دعا فرمائی ہے: مسائل اربعہ (چار مسائل) کی شروعات میں، پھر یہاں مسائل ثلاثہ (تین مسائل) کے بیان کے وقت، اور تیسری جگہ ہے: (اعلم أرشدك الله لطاعته أن الحنيفية ملة إبراهيم ...) (جان لیں!-اللہ اپنی اطاعت کی جانب آپ کی رہنمائی فرمائے- کہ حنیفیت ملت ابراہیم علیہ السلام۔۔۔)۔

اللہ تجھ پر رحم فرمائے، جان لو! کہ ہر مسلمان مرد وعورت پر ان تین مسائل کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے(۱):

تین مسائل کو شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ (تمہید)

توحید

لغت میں: لفظ توحید، فعل وحَّد یوحِّد توحیدًا کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے وحَّد الشَّيء؛ یعنی کسی چیز کو ایک شمار کرنا

شریعت میں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کی تمام خصوصیات (توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات) میں ایک شمار کرنا.

توحید کی تین قسمیں ہیں:

توحید ربوبیت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں اکیلا شمار کرنا، یا: صفت خلق (پیدا کرنے)، ملک (بادشاہت) اور تدبیر وغیرہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اکیلا ماننا۔

توحید الوہیت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کی عبادت میں اکیلا ماننا۔

توحید اسماء و صفات

اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبانی اپنا جو نام رکھا ہے یا صفت بیان کی ہے اس میں اس کو تنہا ماننا، اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے لئے جو ثابت کیا ہے اس کو ماننا اور جس کی نفی کی ہے اس کا انکار کرنا، وہ بھی بغیر کسی تحریف، تعطیل، تکییف، اور تمثیل کے۔

پہلا (مسئلہ): کہ اللہ تعالی نے ہمیں پیدا کیا، وہی ہمیں رزق دیتا ہے، اور اس نے ہمیں یونہی بے کار نہیں چھوڑ دیا، بلکہ ہماری رشد وہدایت کے لیے رسول بھیجا، اب جس نے اس کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے نافرمانی کی وہ جہنم رسید ہو گا۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿ إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَٰهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ ٱلرَّسُولَ فَأَخَذْنَٰهُ أَخْذًا وَبِيلًا ﴾ (١). بیشک ہم نے تمہاری طرف بھی تم پر گواہی دینے والا رسول بھیج دیا ہے، جیسے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا، تو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت (وبال کی) پکڑ میں پکڑ لیا۔

* اسماء و صفات توقیفی ہیں، ان میں صرف اسی پر انحصار کیا جائے گا جو کتاب و سنت میں وارد ہے، اور وہ اس طرح کہ:

– اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اپنے لئے جو ثابت کیا ہے، یا اس کے رسول نے اس کے لئے جو ثابت کیا ہے، اس کو ثابت کرنا۔

– اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یا اس کے رسول نے اس کی جانب سے جن چیزوں کی نفی کی ہے ان کی بغیر کسی تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے نفی (انکار) کرنا، مثلاً: ﴿لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾، (جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند)، ﴿وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ﴾ (اور ہمیں تکان نے چھوا تک نہیں)، جس میں اونگھ، نیند اور تکان کی نفی کی گئی ہے۔

«المسائل الثلاث» تین مسائل کا خلاصہ

- پہلا مسئلہ: توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات
- دوسرا مسئلہ: توحید الوہیت
- تیسرا مسئلہ: شرک اور اہل شرک سے اظہار براءت

(ا) پہلے مسئلہ میں مؤلف رحمہ اللہ نے توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کو ثابت کیا ہے، (أَنَّ اللهَ خَلَقَنَا) (کہ اللہ نے ہمیں پیدا کیا) یعنی وہ خالق ہے، (وَرَزَقَنَا) (وہی ہمیں روزی دیتا ہے) یعنی وہ رزاق ہے، (وَ لَمْ يَتْرُكْنَا هَمَلاً) (اور اس نے ہمیں یونہی بے کار نہیں چھوڑ دیا) یعنی بلا مقصد کہ کوئی اوامر ونواہی نہیں (بَلْ أَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُولاً)(بلکہ (ہماری رشد وہدایت کے لئے) ہمارے پاس رسول بھیجے)).

رسولوں کو بھیجنے کا مقصد:

- مخلوقات پر حجت قائم کرنا: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں)
- رحمت بنا کر بھیجنا: ﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴾ (اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔

دوسرا مسئلہ: اللہ تعالی کی الوہیت کا اثبات۔

مؤلف رَحِمَهُ اللَّهُ فرماتے ہیں: (أَنَّ الله لا يَرْضَى أَنْ يُشْرَكَ مَعَهُ أَحَدٌ) (اللہ تعالی اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے)، لفظ «أحد» نکرہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے، خواہ وہ نبی، ولی، جن، فرشتہ، صالح بندہ یا ان کے علاوہ کوئی اور ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا﴾.

اور مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

دوسرا (مسئلہ): اللہ تعالی اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے، خواہ وہ کوئی برگزیدہ فرشتہ، یا کوئی نبی ورسول ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا﴾.

اور مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

مسجد کے تین معانی ہیں

(درو دیوار وغیرہ سے) بنائی ہوئی مسجدیں، جو اللہ کی عبادت کے لئے خاص ہیں۔	سجدہ کرنے کے جسمانی اعضاء	پوری روئے زمین: «وجُعِلَتْ لِيَ الأرضُ مَسجِدًا وطَهورًا» (ساری) زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔

﴿لِلَّهِ فَلَا تَدْعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا﴾: لفظ «أحدًا» نکرہ، ہے جو فعل نھی کے بعد آیا ہے، بنابریں یہ ہر ایک کے لئے عام ہے، اور اسی لئے امام رحمہ اللہ نے دوسرے مسئلہ کے شروع میں کہا ہے: (أَنَّ الله لَا يَرْضَى أَنْ يُشْـرَكَ مَعَهُ أَحَـدٌ) (اللہ تعالی اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے)، یعنی وہ کوئی بھی ہو، خواہ نبی، ولی، جن ہو یا نیک آدمی۔

تیسرا (مسئلہ): جس نے رسول کی اطاعت کی، اور اللہ کو تنہا (معبود حقیقی) سمجھا، اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ دوستی کرے، خواہ وہ اس کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾. اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو لکھ دیا ہے، اور جن کی تائید اپنی روح (جبریل علیہ السلام) سے کی ہے، اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ الٰہی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

تیسرے مسئلہ میں مؤلف رحمہ اللہ نے شرک اور مشرکین سے اظہار براءت کے وجوب کو ذکر کیا ہے.

شرک اور مشرکین سے اظہار براءت تین چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے:

- دل
- زبان
- اعضاء وجوارح

۱- دل سے، اس طرح کہ آپ کافروں، ان کے تیوہاروں، ان کی محفلوں اور خاص طور پر ان کے یہاں پائے جانے والے شرک وبدعت سے نفرت کریں۔

۲-زبان سے، ﴿إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ (میں ان چیزوں سے بیزار ہوں، جن کی تم عبادت کرتے ہو)۔

﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ۝١ لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝٢ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤ وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِىَ دِينِ﴾. آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین ہے، اور میرے لئے میرا دین ہے۔

۳- اعضاء وجوارح کے ذریعہ، ان کی محفلوں، طرز معاشرت، پہناوے یا ان کے عقائد میں شریک ہونے سے گریز کرنا۔

تیسرا: توحید جاننے کی اہمیت

دین حنیف (حنیفیت)

لغت میں: یہ (الحَنف) سے ماخوذ ہے جس کے معنی مائل ہونے کے ہیں۔

شریعت میں: یہ شرک سے مائل ہو (ہٹ) کر، اخلاص، توحید اور ایمان کی طرف متوجہ ہونے والی ملت کو کہتے ہیں ﴿قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا﴾ (وہ یک طرفہ مخلص تھے) یعنی شرک سے منھ پھیر کر اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے تھے، کیونکہ حنیف اس کو کہا جاتا ہے جو ہمیشہ توحید کی طرف متوجہ ہو اور شرک سے دوری اختیار کرے۔

جان لیں! - اللہ آپکو اپنی اطاعت کی توفیق سے نوازے -
حنیفیت ملت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ ہے کہ:
آپ دین کو خالص کرتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت کریں، اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو اسی عبادت کا حکم دیا ہے، اور اسی کے لئے سب کو پیدا کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے، کہ وہ صرف میری عبادت کریں) (١). (يَعْبُدُونِ): کا مطلب ہے (يُوَحِّدُونِ) (میری توحید کا اقرار کرتے ہوئے میری ہی عبادت کریں) (٢).
سب سے عظیم چیز جس کا حکم اللہ نے دیا ہے، وہ توحید ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔

اور سب سے قبیح چیز جس سے اللہ نے منع کیا ہے وہ شرک ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارا جائے۔

(١) یہاں مؤلف رَحِمَهُ اللَّهُ توحید جاننے کی اہمیت کو واضح کر رہے ہیں، جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

توحید کی تعریف - جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں -

لغت میں: لفظ توحید، فعل وحَّد یوحِّد توحيدًا کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے وحَّد الشَّيء؛ یعنی کسی چیز کو ایک شمار کرنا

شریعت میں: اللہ ﷻ کو اس کی تمام خصوصیات، (توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات) میں ایک شمار کرنا.

(٢) مؤلف نے فرمایا: (يعبدون کا معنی: يوحّدون ہے)، یہ ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا کا قول ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: « قرآن میں جہاں بھی عبادت (کا لفظ) آیا ہے اس کا معنی توحید ہے». ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ﴾: اللہ کو ایک مانو، ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ﴾: لوگو! اپنے رب کو ایک مانو۔

چوتھا: الأصول الثلاثة (تین اصول)

جب آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت واجب ہے؟

تو آپ کہیں بندے کا اپنے رب کی، اپنے دین کی، اپنے نبی محمد ﷺ کی معرفت (١).

جب آپ سے پوچھا جائے: آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہیں: میرا رب وہ ہے جس نے اپنی نعمتوں سے میری اور سارے جہان کی پرورش کی، اور وہی میرا معبود ہے اس کے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں، اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ (٢). سب تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اور اللہ کے سوا کائنات کی ہر چیز پر عالم (جہان) کا اطلاق ہوگا، اور میں بھی اس عالم کا ایک فرد ہوں۔ (٣).

(١) مصنف رحمہ اللہ علیہ نے اس متن کی شروعات اصول ثلاثہ (تین اصول) کے ذریعہ کی ہے جو درحقیقت قبر میں پوچھے جانے والے تین سوالات ہیں، اور بیان کرنے میں سوال وجواب کا نرالا انداز اختیار کیا ہے۔

(٢) مصنف رحمہ اللہ علیہ نے تین اصولوں میں سے اصل اول کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ رب اور عبادت کا مستحق صرف اللہ سبحانہ وتعالی ہے، اور اس کی دلیل میں اللہ تعالی کا یہ فرمان ذکر کیا ہے: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾، لہذا رب ہی معبود ہے۔

﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ اس آیت کریمہ میں توحید کی تینوں قسموں کو ثابت کیا گیا ہے:

- ﴿ٱلْحَمْدُ﴾ اس میں توحید اسماء وصفات کا اثبات ہے۔
- ﴿لِلَّهِ﴾ اس میں توحید الوہیت کا اثبات ہے۔
- ﴿رَبِّ﴾ اس میں توحید ربوبیت کا اثبات ہے۔

(٣) یعنی: اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ مخلوق ہے، اور مخلوق ہونے کے ناطے میرے لیے ضروری ہے کہ فضل وانعام کرنے والے خالق کا شکر بجالاؤں۔ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى. (پاک وبلند ہے اس کی ذات)۔

جب آپ سے کہا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ تو آپ کہیں کہ اس کی نشانیوں اور اس کی مخلوقات سے، اور دن ورات اور چاند و سورج اس کی نشانیوں میں سے ہیں، جبکہ ساتوں زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی مخلوقات میں سے ہیں۔

جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿ وَمِنْ ءَايَـٰتِهِ ٱلَّيْلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمْسُ وَٱلْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا۟ لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَٱسْجُدُوا۟ لِلَّهِ ٱلَّذِى خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴾

اور دن اور رات، اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو، بلکہ سجدہ اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ يُغْشِى ٱلَّيْلَ ٱلنَّهَارَ يَطْلُبُهُۥ حَثِيثًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ وَٱلنُّجُومَ مُسَخَّرَٰتٍۭ بِأَمْرِهِۦٓ ۗ أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴾ (١).

بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہ رات سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے، اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا رب ہے۔

اور رب ہی معبود ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (٢).

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے ساتھ شریک مقرر نہ کرو۔

ابن کثیر رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں: « ان چیزوں کو پیدا کرنے والا ہی، عبادت کا مستحق ہے » (٣).

(١) مؤلف نے ان چند دنیاوی نشانیوں اور مخلوقات کا ذکر کرنا شروع کیا ہے جو اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں، اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی رب، پیدا کرنے والا، اور معبود حقیقی نہیں، اور اس کے لئے قرآن سے دلائل ذکر کئے ہیں، جیسا کہ متن میں موجود ہے۔

* اور ہر مخلوق اللہ ﷻ کے وجود پر دلالت کرتی ہے، لیکن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے (آیت) نشانی اور مخلوق کے مابین فرق کیا ہے، کیونکہ نشانیاں تغیر پزیر ہوتی ہیں، جیسے دن ورات، اور تغیر پزیر ہونے والی نشانی کی دلالت، تغیر پزیر نہ ہونے والی نشانی سے قوی ہے۔

(٢) یہ سورہ بقرہ کی آیت ہے، بعض علمانے کہا ہے کہ اس آیت میں قرآن کریم کی پہلی ندا ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ﴾ (اے لوگو!) ساتھ ہی ساتھ اس میں قرآن کا پہلا فعل امر ہے ﴿ ٱعْبُدُوا۟ ﴾ یعنی تنہا صرف اسی کی عبادت کریں۔

مزید یہ کہ اس میں قرآن کا پہلا فعل نہی ہے: ﴿ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ اس میں شرک سے ممانعت ہے۔

(٣) یعنی جو ذات توحید ربوبیت میں منفرد ہے، واجب ہے کہ اسے توحید الوہیت (عبادت) میں بھی منفرد مانا جائے۔

اور عبادت کی اقسام جن کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے (١): جیسے اسلام، ایمان اور احسان، اور اسی طرح عبادت کی دیگر اقسام، جیسے دعا، خوف، رجا (امید)، توکل، رغبت، رہبت، خشوع، خشیت الہی، انابت (لو لگانا)، استعانت (مدد طلب کرنا)، استعاذہ (پناہ مانگنا)، استغاثہ (داد رسی چاہنا)، ذبح اور نذرونیاز وغیرہ، یہ سب عبادت کی وہ اقسام ہیں جنہیں اللہ نے صرف اپنے لئے بجالانے کا حکم دیا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَأَنَّ ٱلْمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا۟ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدًا ﴾. (اور مسجدیں صرف اللہ کے لئے خاص ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو)۔

جس نے ان عبادتوں میں سے کسی ایک کو بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے انجام دیا تو وہ مشرک وکافر ہے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَمَن يَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرْهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴾. (جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بیشک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں)۔

اور حدیث میں آیا ہے: «دعا عبادت کا مغز ہے»۔ اور اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾. اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں، وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

مؤلف رحمہ اللہ نے ابن کثیر کے قول کے بعد قرآنی دلائل کی روشنی میں متعدد قلبی وبدنی عبادتوں کا ذکر کیا ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

دعا کی دو قسمیں ہیں:

دعاے عبادت: یہ وہ دعا ہے جو زبان حال سے ہو، جیسے نماز، روزہ اور حج۔

اس کو غیر اللہ کے لئے انجام دینا شرک اکبر ہے۔

دعاے مسئلہ: یہ وہ دعا ہے جو زبان قال سے ہو، جیسے یہ کہنا: اللهم اغفرلي (اے اللہ! مجھے بخش دے)، ارحمني (میرے اوپر رحم فرما)۔

اس کے حکم میں تفصیل ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں، جس کی وضاحت عنقریب آرہی ہے۔

دعاے مسئلہ کی دو قسمیں ہیں:

- **جس پر صرف اللہ ہی قدرت رکھتا ہے**
  اس کو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے انجام دینا شرک اکبر ہے
- **جس پر بندہ بھی قدرت رکھتا ہے**
  اس کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:
  - جس سے طلب کیا جارہاہے، وہ زندہ ہو نہ کہ مردہ۔
  - جس سے طلب کیا جارہاہے وہ حاضر ہو نہ کہ غائب۔
  - جس سے طلب کیا جارہاہے، وہ مطلوب کے پورا کرنے پر قادر ہو نہ کہ عاجز۔
  - جس سے طلب کیا جارہاہو، اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ، یہ ایک سبب ہے نہ کہ بذات خود مؤثر۔

لیکن اگر یہ عقیدہ رکھے کہ جس سے طلب کیا جارہاہے، وہ کائنات میں مخفی طور پر تصرف کرتا ہے اور اس کے اندر نفع پہنچانے اور نقصان دور کرنے کی صلاحیت ہے، تو یہ شرک ہے۔

❖ **نوٹ:**

ہم نے یہاں فعل کا حکم بیان کیاہے، جب کہ فاعل (کرنے والے) پر حکم اس وقت تک نہیں لگایاجائے گا جب تک کہ دو شرطیں نہ پائی جائیں: (١) حجت کا قیام (٢) شبہات کا ازالہ۔
اور یہ علما کا کام ہے کہ ایسا کرنے والے پر مومن یا کافر ہونے کا حکم لگائیں۔

اسباب اختیار کرنے کے تعلق سے عقیدہ رکھنے میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ سبب صرف اسی کو ماننا درست ہے، جس کو اللہ نے سبب بنایا ہے۔
یہ صحیح ہے

دوسری قسم: وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں کے سبب ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں جن کو اللہ نے سبب نہیں بنایا ہے۔
یہ شرک اصغر ہے

تیسری قسم: وہ لوگ ہیں جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ سبب ہی بذات خود نفع پہنچانے یا نقصان دور کرنے کا ذریعہ ہے:
یہ شرک اکبر ہے

شرعی اسباب
جیسے شرعی رُقیہ (جھاڑ پھونک)، اللہ ﷻ نے شرعی رُقیہ (جھاڑ پھونک) کو بیماری دور کرنے کا سبب بنایا ہے۔

حِسّی اسباب
جیسے دوا، اللہ ﷻ نے اس کو شفایابی کا سبب بنایا ہے۔

حدیث «الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ، **دعا عبادتوں کا مغز ہے**» ضعیف ہے، اور صحیح (حدیث) نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةِ» **(دعا ہی عبادت ہے)**۔

دعا عبادت کیسے ہے؟

اس پر قرآن کریم کی یہ آیت دلالت کرتی ہے: ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾. اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں، وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے)۔

لہٰذا اللہ تعالی کے فرمان ﴿عِبَادَتِي ﴾ سے مراد دعا ہے۔

(۱) خوف: یہ ایک فطری کیفیت ہے جو متوقع ہلاکت یا نقصان اور تکلیف کے وقت (انسان کے اندر) پیدا ہوتی ہے۔

اللہ ﷻ نے شیطان سے خوف کھانے سے منع کیا ہے، اور صرف اپنے خوف کا حکم دیا ہے۔

خوف (ڈر) کی تین قسمیں ہیں:

ایسا خوف جو عبادت، اور تعظیم کے لئے ہو۔

یہ عابد کا معبود سے خوف کھانا ہے، جس میں معبود کے لیے خاکساری، خشوع و خضوع اور تعظیم ہوتی ہے۔ خوف کی یہ قسم اللہ کے لیے واجب ہے، ایسا خوف غیر اللہ سے کھانا شرک اکبر ہے۔

ایسا خوف جو طبعی (فطری) ہو۔

جیسے انسان کا، آگ، دشمن اور درندہ وغیرہ سے خوف کھانا۔

خوف کی یہ قسم جائز ہے۔

ایسا خوف جو شرعاً حرام ہو۔

جیسے اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، یا اللہ کی معصیت (نافرمانی) کرنے میں مخلوق کی اطاعت کرنا۔

خوف کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو)۔ (۱).

رجا (اللہ ہی سے امید لگائے رکھنا) کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَـٰلِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدًۢا﴾ (تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے) (۲).

(۲) رجا (امید) کہتے ہیں: انسان کا عنقریب حاصل ہونے والی چیزوں کی آرزو کرنا، اور کبھی (رجا) کا اطلاق دیر سے حاصل ہونے والی چیزوں پر بھی ہوتا ہے، درآں حالیکہ اسے قریب مان لیا جائے۔

خاکساری اور خشوع و خضوع والی رَجا (امید، تمنا) صرف اللہ کے لیے خاص ہے، غیر اللہ سے ایسی امید رکھنا شرک اکبر ہے۔

رجا (امید، تمنا)، قابل ستائش اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ اللہ کی اطاعت، ثواب کی امید میں رکھی جائے، یا قبولیت کی امید رکھتے ہوئے گناہوں سے توبہ کیا جائے، جبکہ عمل کیے بغیر تمنا کرنا، خود فریبی اور قابل مذمت امر ہے۔

توکل کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:
﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ﴾ (اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے)۔
اور یہ ارشاد: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓ﴾ (اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا)۔ (۱)
رغبت، رہبت اور خشوع کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّهُمۡ كَانُواْ يُسَٰرِعُونَ فِي ٱلۡخَيۡرَٰتِ وَيَدۡعُونَنَا رَغَبٗا وَرَهَبٗاۖ وَكَانُواْ لَنَا خَٰشِعِينَ﴾ (یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ، طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے)(۲).

(۱) توکل کی تعریف

لغت میں: لفظ (توکل) کسی چیز پر اعتماد کرنا۔	شریعت میں: جائز اسباب اختیار کرتے ہوئے خالص اللہ ہی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔

توکل میں تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے:

خلوص: اللہ ﷻ پر اعتماد کرنے میں	بھروسہ: اللہ ﷻ کے اپنے بندے سے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرنے میں	شرعی اسباب اختیار کرنے میں

(۲) رغبت: من پسند چیز کو پانے کی چاہت۔

رہبت: ایسا ڈر جو ڈرائی گئی چیز سے دور کر دے، یعنی یہ ڈر عمل کے ساتھ جڑا ہوا ہو۔

خشوع: اللہ کی عظمت کے سامنے عاجزی و انکساری اختیار کرنا، یہاں تک کہ اس کے شرعی اور کونی فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

❖ اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہونے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوف اور رجا (امید) کے مابین ہو، ایک جانب کو دوسرے جانب پر ترجیح نہ دے، جو ہلاکت و بربادی کا سبب بنے، بلکہ پرندے کے دونوں پروں کی طرح خوف و رجا کے دامن کو تھامے رکھے۔

(١) **خشیت:** ایسا خوف جو خالق کی عظمت اور کمال سلطنت کے علم پر مبنی ہو۔

(٢) **انابت:** اوامر کی اطاعت اور نواہی سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرنا، ﴿وَأَنِيبُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّكُمۡ﴾ (یعنی: اللہ کی طرف رجوع کرو (لوٹ جاؤ)) ﴿وَأَسۡلِمُواْ لَهُۥ﴾ (یعنی اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو)، کیونکہ تم بندے ہو، اور بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو سید (آقا) کے حوالے کر دے، اور سید اللہ ہے؛ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: «السَّيِّدُ اللهُ» (سید اللہ ہے)۔

(٣) **استعانت:** مدد طلب کرنا۔ ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾ اس آیت کریمہ میں لفظ (ایاک) کو فعل پر مقدم کیا گیا ہے، جو کہ فعل سے مؤخر ہوتا ہے، لہذا یہ یہاں پر حصر کا فائدہ دیتا ہے، جس کا معنی ہے: لا نعبد إلَّا إيَّاكَ ولا نستعينُ إلَّا بكَ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں)۔

(٤) **استعاذہ:** ناپسندیدہ چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا، ﴿أَعُوذُ﴾ یعنی پناہ چاہتا ہوں۔

(٥) **استغاثہ:** ہلاکت وپریشانی سے بچنے کے لیے مدد کی فریاد کرنا۔

❖ استعانت، استعاذہ، استغاثہ اور شفاعت، مخلوق سے طلب کرنا جائز ہے، لیکن چار شرطوں کے ساتھ: زندہ ہو، حاضر ہو، قادر ہو اور بطور سبب ہو۔

(٦) **ذبح:** کسی ذی روح (حیوان) کو مخصوص طریقے سے خون بہا کر اللہ کی راہ میں قربان کرنا۔

اور خشیت کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَٱخۡشَوۡنِي﴾ (١). تم ان سے نہ ڈرو، مجھ ہی سے ڈرو۔

اور انابت کی دلیل یہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَأَنِيبُوٓاْ إِلَىٰ رَبِّكُمۡ وَأَسۡلِمُواْ لَهُۥ﴾ (٢). تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کئے جاؤ۔

اور استعانہ کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾. ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے: «إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ»(٣). جب تم مدد طلب کرو تو صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔

اور استعاذہ کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے: ﴿قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلۡفَلَقِ﴾، آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ وَ﴿قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں (٤).

اور استغاثہ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِذۡ تَسۡتَغِيثُونَ رَبَّكُمۡ فَٱسۡتَجَابَ لَكُمۡ﴾(٥). اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالی نے تمہاری سن لی۔

اور ذبح کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ١٦٢ لَا شَرِيكَ لَهُۥ﴾. آپ فرما دیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لیے ہے، جو سارے جہان کا مالک ہے۔

اور ذبح کی دلیل حدیث سے: «**جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو**» (٦).

اور نذر کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (١).

جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔

ذبح کی تین قسمیں ہیں

اللہ کے لئے ذبح کرنا	غیر اللہ کے لئے اس کی محبت و تعظیم میں ذبح کرنا	ایسا ذبح کرنا
جیسے حج، عید الاضحیٰ اور دیگر صدقات وخیرات کے لیے جانور کو ذبح کرنا۔	جیسے جنات، اور قبر والوں کے لئے ذبح کرنا۔ یہ شرک اکبر ہے۔	جو خود کھانے، یا مہمان نوازی یا تجارت کی غرض سے ہو۔ یہ جائز ہے۔

❖ **نوٹ**: ذبح کے مسائل میں مزید تفصیل ہے جو کتاب التوحید میں آئے گی۔

(ا) نذر کی تعریف

لفظ "نذر" لغت میں	شریعت میں
عہد وپیمان اور اپنے اوپر کسی چیز کو لازم کرنے کو کہتے ہیں۔	بندے کا اپنے اوپر ایسی چیز کا واجب کر لینا جو واجب نہیں ہے۔

❖ **نوٹ**: نذر کے چند شروط اور کفارے ہیں جن کی تفصیل کتاب التوحید میں آئے گی ان شاء اللہ۔

نذر کی اقسام

اللہ کے لئے نذر ماننا	غیر اللہ کے لئے نذر ماننا

❖ یہاں پر مؤلف نے ان عبادتوں کا ذکر مثال کے طور پر کیا ہے، حصر کے لئے نہیں، کیونکہ بہت سی ایسی عبادتیں ہیں، جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے ان عبادتوں یا ان کے علاوہ دیگر عبادتوں کو غیر اللہ کے لئے انجام دیا تو اس نے شرک کیا۔

(١) یہاں سے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری اصل کو بیان کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دین کو پہچانے، اور اس اصل کی توضیح وبیان کو اسلام کی تعریف سے شروع کیا اور کہا:

پہلا درجہ: اسلام

اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اکیلا معبود مانتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے احکام کو بجالانا، اور شرک و اہل شرک سے براءت کا اظہار کرنا ۔

لہذا یہی اسلام کی حقیقت ہے کہ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو، کیونکہ تم بندے ہو، اور بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو سید (آقا) کے حوالے کر دے، اور سید اللہ ہے؛ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «السَّيِّدُ اللهُ» (سید اللہ ہے)۔

پھر مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے دین کے تینوں درجات کو بیان کیا ہے:

- اسلام
- ایمان
- احسان

(٢) اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

پہلا رکن: (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کی) شہادت۔

دوسری اصل: دلائل کے ساتھ دین اسلام کی معرفت۔(١).

اور اسلام کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالی کو ایک معبود مانتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے، اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے احکام کو بجا لایا جائے، اور شرک واہل شرک سے براءت کا اظہار کیا جائے۔

اور اس کے تین درجات ہیں: اسلام، ایمان اور احسان اور ان میں سے ہر ایک درجہ کے کئی ارکان ہیں.

پہلا درجہ: اسلام

ارکان اسلام پانچ ہیں (٢):

لَا إِلَـــهَ إِلَّا اللهَ (اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں) وَأَنَّ مُحَمَّـــدًا رَسُولُ اللهِ (اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) کی گواہی دینا ، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا۔

شہادت کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿ شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِٱلْقِسْطِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾ . اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ: ایک اللہ تعالی کی ذات کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

«لَا إِلَهَ» اس میں اللہ کے سوا تمام معبودوں کی نفی ہے۔

«إِلَّا اللهُ» اس میں صرف ایک اللہ کی عبادت کو ثابت کیا گیا ہے، جس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں ہے، جیسا کہ اس کی ملکیت اور بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

اس آیت کی مزید وضاحت اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہو رہی ہے: ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾ اور جبکہ ابراہیم (عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی دے گا۔ اور ابراہیم (عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات قائم کر گئے تا کہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں۔

﴿بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ : یہ «لا إله» کا معنی ہے.

﴿إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى﴾ : یعنی «إلَّا الله».

مؤلف رحمہ اللہ علیہ نے شہادتِ لا الہ الا اللہ کے معنی کو دلیل سے واضح کیا ہے، اور دلیل کی روشنی میں اس کا درست معنی لا معبود بحقٍّ إلَّا الله ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ شہادت توحید ان دو امور کو شامل ہو

- نفی (انکار کرنا)
- اثبات (ثابت کرنا)

لفظ «لا إله» میں نفی ہے

اور: «إلَّا الله» میں اثبات۔

اور یہ صیغہ حصر واثبات کا فائدہ دیتا ہے بایں معنی کہ ہر طرح کی عبادت کو صرف اللہ کے لئے ثابت کرنا اور اس کے علاوہ دوسروں سے عبادت کی نفی کرنا ہے۔

اور اسی لئے مؤلف رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ «اس آیت کی مزید وضاحت اللہ کے اس فرمان سے ہو رہی ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى ﴾. اور جبکہ ابراہیم (عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا۔

❖ اگر کوئی کہے کہ: «لا إله إلّا الله»: کا معنی: لا مَعبودَ إلّا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) ہے؟

تو ہم کہیں گے کہ یہ معنی غلط ہے، کیونکہ یہ اللہ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ کے وجود کی نفی کرتا ہے جو درست نہیں ہے، کیونکہ ان کا وجود بطور معبود تو ہے، لیکن ان کی عبادت باطل ہے، مگر جب کہیں کہ: لا مَعبودَ بحقّ إلّا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں) تو اس سے تمام معبودان باطلہ کے حقیقی معبود ہونے کی نفی لازم آتی ہے، لہذا یہی معنی صحیح ہے۔

اور اللہ تعالی کا یہ فرمان: ﴿قُلۡ يَـٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَـٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ﴾ (۱). آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

❖ اگر کوئی کہے کہ: «لا إله إلّا الله»: کا معنی: لا رَبَّ بِحَـــق إلّا الله (اللہ کے سوا کوئی رب حقیقی نہیں) ہے؟

تو ہم کہیں گے یہ بات تو درست ہے، لیکن (لا الہ الا اللہ) کی تفسیر نہیں، کیونکہ اس میں صرف توحید ربوبیت کا ذکر ہے، جس کا اقرار کفار مکہ بھی کرتے تھے، لیکن یہ ان کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں ہوا۔

(۱) ﴿قُلۡ يَـٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَـٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ﴾ یہ آیت کریمہ مذاہب کے درمیان وحدت ویگانگت کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔

شہادت مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (۱).
تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔
حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالی کا سچا رسول ماننے کی گواہی دینے کا مفہوم یہ ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا، جن چیزوں کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنا، جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جانا، اور اللہ رب العالمین کی عبادت نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور بتائے ہوئے طریقہ پر کرنا۔(۲).

(۱) یہاں پر مؤلف رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کو شہادتِ محمَّدًا رسولُ الله ﷺ، پر بطور استدلال پیش کیا ہے، اور کہا کہ اللہ رب العالمین نے اس آیت کریمہ میں شہادت کو تین تاکیدی کلمات کے ذریعہ مؤکد کیا ہے:
قسم مُقدّر، حرف لام اور لفظ قد۔

(۲) مصنف رحمہ اللہ نے شہادت (محمَّدًا رسولُ الله ﷺ)، کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ تمام مسلم مرد و عورت کے لئے واجب ہے کہ شہادت کے ان تقاضوں کو پورا کریں، جو یہ ہے:
رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا، جن چیزوں کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنا، جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جانا، اور اللہ رب العالمین کی عبادت نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور بتائے ہوئے طریقہ پر کرنا۔

شہادت (أن محمدا رسول الله) کا تقاضہ یہ ہے کہ: « آپ ﷺ اللہ کے بندے ہیں جن کی عبادت نہیں کی جائے گی، اور رسول ہیں جن کی تکذیب نہیں کی جائے گی » اور یہ ان امور کو شامل ہے:

- رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا، کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے داعی و مبلغ ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنا، کیونکہ وہ خود سچے ہیں اور لوگوں نے ان کی سچائی کو تسلیم کیا ہے۔
- نبی ﷺ نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جانا، بایں طور کہ نبی ﷺ کی جانب سے حرام کردہ اشیاء کو ایک جانب رکھیں اور خود کو دوسری جانب۔
- اور اللہ رب العالمین کی عبادت نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور بتائے ہوئے طریقہ پر کرنا۔ اور اس میں اہل بدعت پر رد ہے۔

(۱)دوسرا رکن: نماز:

نماز مخصوص اقوال وافعال کے ذریعہ اللہ کی عبادت کرنا ہے، جس کی ابتدا تکبیر تحریمہ اور خاتمہ تسلیم پر ہوتا ہے، اور یہ دین اسلام کا اہم ستون ہے، جس کو اللہ رب العالمین نے شب معراج میں نبی ﷺ پر بلا واسطہ فرض کیا ہے۔

تیسرا رکن: زکاۃ۔

لفظ زکاۃ لغت میں: نشو نما، بڑھوتری اور پاکیزگی کو کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں: مالی زکاۃ اور بدنی زکاۃ۔

(۲)چوتھا رکن: روزہ۔

لغت میں: کسی چیز سے رک جانا۔

شریعت میں: صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ کی خاطر روزہ کی نیت سے اس کو توڑنے والی چیزوں سے رک جانا۔

روزہ عبادت کی افضل قسموں میں سے ایک ہے، کیونکہ اس میں صبر کی تینوں قسمیں پائی جاتی ہیں، اور اللہ ﷻ نے اس کی جزا کی نسبت اپنی ذات مقدسہ کی طرف فرمائی ہے۔

نماز اور زکات کی دلیل اور توحید کی تفسیر اللہ ﷻ کے اس فرمان میں ہے: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ﴾ (۱). انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں ابراہیم حنیف کے دین پر، اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

روزے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾ (۲). اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔

حج کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلٗاۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ (۳). اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

(۳)پانچواں رکن: حج

لفظ حج لغت میں : ارادہ کرنا۔

شریعت میں: نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق بیت اللہ کا قصد کرنا اور مخصوص اعمال بجالانا۔

اور یہ ہر مسلمان پر ساری زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔

دوسرا درجہ: ایمان، اس کے ستر سے زائد شاخیں ہیں، اس کا سب سے اعلیٰ شعبہ کلمہ «لا إله إلا الله» کا اقرار کرنا ہے، اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹا دینا ہے، اور حیا بھی ایمان کا ایک عظیم شعبہ ہے۔

ایمان کے چھ ارکان ہیں: اللہ تعالی پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لانا۔

ان میں سے پہلے پانچ ارکان کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾ . ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔

اور چھٹے رکن تقدیر پر ایمان لانے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ . بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

دوسرا درجہ: ایمان

لفظ ایمان لغت میں: اقرار کرنا۔

شریعت میں:

زبان سے اقرار کرنا، دل میں اعتقاد رکھنا، اور اعضاء وجوارح کے ذریعے اس پر عمل کرنا، اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔

ایمان کی تعریف میں مذکورہ بالا پانچ امور کا پایا جانا ضروری ہے، ان میں سے اگر ایک بھی کم ہو جائے تو اہل سنت والجماعہ کی تعریف سے خارج ہے۔

ان پانچ امور کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

قول کی دلیل: آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: «فأعلاها: قولُ لا إله إلا الله» ایمان کا سب سے اعلی شعبہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا ہے۔

عمل جوارح کی دلیل: آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: «وأدناها إماطة الأذى عن الطريق» ایمان کا ادنی شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔

عمل قلب کی دلیل، آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: «والحياء شعبة من الايمان» شرم وحیا ایمان کا ایک عظیم شعبہ ہے۔

ایمان میں زیادتی کی دلیل، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا﴾ یعنی: تم میں سے کس کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا۔ ایمان میں کمی کی دلیل، آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: «ما رأيت من ناقصات عقل ودين» یعنی: میں نے عورتوں سے زیادہ عقل و دین میں ناقص کسی کو نہیں پایا۔

ایمان کے ارکان چھ ہیں:

- اللہ پر ایمان۔
- فرشتوں پر ایمان۔
- کتابوں پر ایمان۔
- رسولوں پر ایمان۔
- یوم آخرت پر ایمان۔
- تقدیر پر ایمان، خواہ وہ خیر والی ہو یا شر والی

پہلا رکن: اللہ پر ایمان، اس سے درج ذیل چیزیں لازم آتی ہیں:

- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے موجود ہونے پر ایمان لانا اور یہ چار طرح کی دلیلوں سے ثابت ہے:
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رب ہونے پر ایمان لانا۔
- اللہ عزوجل کے سچا معبود ہونے پر ایمان لانا۔
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسما و صفات پر ایمان لانا۔

عقل سے:

چنانچہ یہ ناممکن ہے کہ عقل بغیر خالق کے مخلوق کے وجود کا تصور کرے ﴿أَمۡ خُلِقُواْ مِنۡ غَيۡرِ شَيۡءٍ أَمۡ هُمُ ٱلۡخَٰلِقُونَ﴾ کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔

حس سے:

جب تم کسی پریشانی اور تنگی میں ہوتے ہو تو اپنے ہاتھ کو آسمان کی جانب اٹھاتے ہو اور کہتے ہو: "اے میرے رب" تو پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ پریشانی اللہ کے حکم سے ختم ہو جاتی ہے۔

فطرت سے:

نبی ﷺ نے فرمایا: «کل مولود یولد علی الفطرة» ہر نومولود بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

شریعت سے:

ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ کی کتاب میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں (اللہ) کی وحدانیت کی دلیل موجود نہ ہو۔

دوسرا رکن: فرشتوں پر ایمان لانا

فرشتے: غیب کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، وہ اللہ کی اطاعت وفرماں برداری میں ہمیشہ لگے رہتے ہیں اور کبھی اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہ ذی روح ہیں ﴿رُوحُ ٱلْقُدُسِ﴾، اور جسم والے ہیں ﴿جَاعِلِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُوْلِيٓ أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ يَزِيدُ فِي ٱلْخَلْقِ مَا يَشَآءُ﴾، ان کے پاس دل اور عقل ہیں ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُواْ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ﴾، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں، اور ہم ان فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن کا نام اللہ نے ہمیں بتایا ہے، (جیسے: جبریل، میکائیل، اسرافیل)، اور ان کی صفات پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جیسے اللہ نے ہمیں انکے بارے میں بتایا ہے ﴿لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾، اور انہیں سپرد کردہ اعمال پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جیسے عرش کو اٹھائے ہوئے فرشتے، اور جو بھی خبریں ان کے بارے میں آئی ہیں ہم ان پر اجمالی وتفصیلی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔

تیسرا رکن: کتابوں پر ایمان لانا

اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں حقیقی کلام ہیں مجازی نہیں، اور وہ اس کی جانب سے نازل کردہ ہیں وہ مخلوق نہیں ہیں، اور اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی، ہم ان کتابوں پر اور اللہ تعالیٰ نے ان (کتابوں) کے جو نام بتائے ہیں اور ان میں جو خبریں وارد ہیں اور ان میں جو غیر منسوخ احکام مذکور ہیں ان سب پر اجمالی اور تفصیلی طور پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن نے پچھلی تمام کتابوں کو منسوخ کردیا ہے، اور وہ کتابیں یہ ہیں: تورات، انجیل، زبور اور ابراہیم وموسیٰ علیہم السلام کے صحیفے۔

چوتھا رکن: رسولوں پر ایمان لانا

اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ تمام رسول انسان ہیں ان میں ربوبیت کی کوئی خصوصیت موجود نہیں، اور وہ سب کے سب بندے ہیں ان کی عبادت نہیں کی جاسکتی، اللہ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا اور ان کی جانب وحی فرمائی اور آیات (نشانیوں) اور معجزوں کے ذریعے ان کی تائید کی، انہوں نے امانت کو پورے طور پر ادا کردیا، امت کو نصیحت فرمادی اور دین پہنچادیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کردیا۔

ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور ان باتوں پر بھی اجمالی وتفصیلی ایمان لاتے ہیں جو اللہ نے ہمیں ان کے ناموں، صفتوں اور خبروں کے بارے میں بتایا، اور یہ کہ پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں، پہلے رسول نوح علیہ السلام ہیں اور آخری نبی ورسول محمد ﷺ ہیں، اور یہ کہ پچھلی تمام شریعتیں شریعت محمد ﷺ سے منسوخ ہوچکیں ہیں۔ اور اولوا العزم رسول پانچ ہیں جن کا ذکر دو سورتوں شوریٰ اور احزاب میں کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں: (محمد ﷺ، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام)۔

پانچواں رکن: آخرت کے دن پر ایمان لانا

یہ ایمان ہر اس بات کو شامل ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے خبر دیا ہے کہ وہ (انسان کی) موت کے بعد رونما ہونے والا ہے، جیسے: قبر کی آزمائش (فتنہ)، صور میں پھونکا جانا، لوگوں کا اپنے قبروں سے اٹھنا، میزان، اعمال نامے، پل صراط، حوض، شفاعت، جنت، جہنم اور اہل ایمان کا اپنے رب کا قیامت کے دن اور جنت میں دیدار کرنا وغیرہ غیبی امور۔

چھٹا رکن: تقدیر پر ایمان، خواہ وہ خیر والی ہو یا شر والی، اور یہ ان چار امور کو شامل ہے:

علم: اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز کو اجمالی اور تفصیلی طور پر پہلے سے جانتا ہے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ﴾ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔

کتابت: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ نے قیامت تک رونما ہونے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا مِنۡ غَآئِبَةٖ فِي ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٍ﴾ آسمان وزمین کی کوئی پوشیدہ چیز بھی ایسی نہیں جو روشن اور کھلی کتاب میں نہ ہو۔

مشیئت: اس بات پر ایمان رکھنا کہ جو کچھ اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو کچھ نہیں چاہا نہیں ہوا، اور بندے کو بھی ارادہ واختیار ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارادہ کے تحت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ﴾ اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔

خلق: اس بات پر ایمان رکھنا کہ بندے اور اس کے اعمال اللہ کی پیدا کردہ ہیں اور اسی طرح جملہ کائنات بھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيۡءٖ﴾ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ ﴿وَٱللَّهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُونَ﴾ اور اللہ نے تم کو اور تم جو عمل کرتے ہو اس کو پیدا کیا۔

ان چاروں درجات کو شاعر نے اپنے اس منظوم کلام میں جمع کیا ہے:

عِلْمٌ، كِتابَةُ مولانا، مَشِيْئَتُه　　　وَخَلْقُهُ وَهُو إيْجادٌ وَتَكْوِيْنُ

تیسرا درجہ: احسان، اس کا صرف ایک رکن ہے اور وہ یہ ہے کہ «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»، آپ اللہ تعالی کی عبادت ایسے کریں گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہیں تو وہ تو آپ کو دیکھ ہی رہا ہے۔

اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَواْ وَّٱلَّذِينَ هُم مُّحۡسِنُونَ ﴾ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

اور یہ فرمان: ﴿ وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡعَزِيزِ ٱلرَّحِيمِ ٢١٧ ٱلَّذِي يَرَىٰكَ حِينَ تَقُومُ ٢١٨ وَتَقَلُّبَكَ فِي ٱلسَّٰجِدِينَ ٢١٩ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴾. اپنا پورا بھروسہ غالب مہربان اللہ پر رکھ، جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے، اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی، وہ بڑا ہی سننے والا اور خوب ہی جاننے والا ہے۔

اور یہ فرمان: ﴿ وَمَا تَكُونُ فِي شَأۡنٖ وَمَا تَتۡلُواْ مِنۡهُ مِن قُرۡءَانٖ وَلَا تَعۡمَلُونَ مِنۡ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُودًا إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِ ﴾. اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور جو کام بھی کرتے ہوں ہم کو سب خبر رہتی ہے جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو۔

تیسرا درجہ: احسان، اور یہ دین اسلام کا سب سے اعلی درجہ ہے، اور اس کا ایک ہی رکن ہے، جس کے ماتحت دو درجے ہیں:

عبادت میں مشاہدے کی کیفیت	عبادت میں اللہ تعالی کی نگرانی کا احساس
اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس کو پانے کی رغبت اور شوق میں، عبادت کرنا۔ اس کی مثال: انبیاء و رسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی عبادتیں ہیں، اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کا بھی اس درجہ تک پہونچنا ممکن ہے۔	اللہ کے خوف اور اس کے عذاب سے بچنے کے لئے عبادت کرنا۔ اس درجہ کا ہر مسلمان کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔

وضاحت: اس کا ہر گز یہ معنی نہیں ہے کہ اس درجہ کے حامل شخص کے پاس صرف اللہ کی محبت ہی پائی جاتی ہو، اور وہ خوف سے دور ہو، بلکہ اس درجہ میں بندے کے لئے عبادت کی طرف راغب ہونے کے لئے سب سے قوی وسیلہ کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے اللہ ﷻ کی محبت، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا». کیا میں بہت زیادہ شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اور سنت سے اس کی دلیل: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث جبریل ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہمارے درمیان انتہائی سفید کپڑوں میں ملبوس، بے حد کالے بالوں والا ایک شخص نمودار ہوا، اس شخص پر سفر کا کوئی اثر نہیں تھا، اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا، یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنوں سے آپ کے گھٹنے کو ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھ دی اور کہا: اے محمد -صلی اللہ علیہ وسلم- آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اسلام کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، رمضان کے روزے رکھیں، اور اگر صاحب استطاعت ہوں تو خانۂ کعبہ کا حج کریں» انہوں نے کہا: آپ نے بالکل سچ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی کر رہا ہے اور اس کی تصدیق بھی کر رہا ہے، انہوں نے کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «آپ اللہ تعالی پر، اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھیں» پھر انہوں نے کہا کہ: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «آپ اللہ تعالی کی عبادت ایسے کریں گویا کہ آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اگر آپ اللہ کو نہیں دیکھ رہے ہیں تو وہ تو آپ کو دیکھ ہی رہا ہے»، پھر انہوں نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کے دن کے بارے میں بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا»، پھر انہوں نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، اور آپ دیکھیں گے کہ ننگے پیر، ننگے بدن رہنے والے محتاج و مسکین اور بکریاں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں کے ذریعہ فخر کریں گے»، راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور ہم لوگ کچھ مدت ٹھہرے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟» تو میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: «یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے»۔

حدیث جبریل میں ارکان اسلام، ایمان اور احسان کی دلیل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: «جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا» میں اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کا علم صرف اللہ سبحانہ وتعالی کے پاس ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (أن تلد الأمة ربتها) اس کے کئی معنی ہیں:

- نافرمانیوں کی کثرت
- غلاموں کی کثرت
- حالات کی تبدیلیاں
- یعنی بادشاہ لونڈی سے شادی کرے گا، اور اس سے پیدا ہونے والا لڑکا اپنے باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ بنے گا جو کہ اپنی ماں کا آقا ہوگا۔

«وَأَنْ تَرَى الحُفَاةَ العُرَاةَ العَالَةَ»

العالة: یعنی فقرا.

«العَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي البُنْيَانِ»

یعنی حالات تبدیل ہو جائیں گے اور محتاجی مالداری میں بدل جائے گی۔

حدیث جبریل سے مستفاد چند نکات

۱. طالب علم کے اوپر چھ حقوق ہیں: نفس کا حق، اساتذہ کا حق، جس جگہ تعلیم حاصل کر رہا ہے اس کا حق، ساتھیوں کا حق، کتابوں کا حق، جو علم اس نے حاصل کیا ہے اس کا حق۔

- نفس کا حق: علم عبادت ہے (جس کے لئے دو شرطیں ہیں: اخلاص اور نبی ﷺ کی متابعت)، سلف صالحین کے طریقہ کی پیروی کرنا، اللہ کا ڈر، اس کی نگہداشت کا خیال رکھنا، تواضع وانکساری کو لازم پکڑتے ہوئے، کبر ونخوت سے دور رہنا۔

زہد وقناعت اختیار کرنا، علم واخلاق اور رفق اور نرمی اور ثابت قدمی کو لازم پکڑنا، بے ہودہ مجلسوں، لغو باتوں اور مٹر گشتی کرنے سے پرہیز کرنا۔

بلند حوصلہ کے ساتھ علم حاصل کرنا، اور اس کی خاطر سفر کرنا، مفید باتوں کو قلم بند کرنا، اسے یاد کرنا، اور یاد کی ہوئی چیز کو محفوظ رکھنا۔

اصول پر فروع کی تخریج میں مہارت حاصل کرنا، اللہ کی طرف رجوع کرنا، امانت علمی اور سچائی کو لازم پکڑنا۔

اپنی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے حصول علم میں لگے رہنا، وقت جیسے عظیم سرمایہ کی حفاظت کرنا، جنرل نالج کا مطالعہ کرنا، ضبط وتصحیح کا خیال رکھنا، مطولات کا اختصار کرنا۔

سوال کا سلیقہ، غور سے سننا پھر اس کو سمجھنا اور عمل کرنا، علم کا مذاکرہ کرتے ہوئے بلا فائدہ مناظرہ سے احتراز کرنا اور دنیا پرستی، شہرت طلبی اور منصب کی چاہت سے دور رہنا۔

اور کتاب وسنت کے علم اور مختلف علوم وفنون سے خود کو آراستہ کرنا۔

علم کی زکاۃ یہ ہے کہ: حق کی آواز بلند کرنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، فوائد ونقصان پر نگاہ رکھنا، علم کو پھیلانا، دوسروں کو فائدہ پہونچانا، شہرت طلبی سے بچنا، اور مسلمانوں کے حق میں سفارش کرنا۔

عزت وآبرو کا خیال رکھنا، علم سکھانے اور قیادت کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس لائق بنانا۔

اختلاف علما اور ان کی غلطیوں پر دلیل کے ساتھ صحیح موقف اختیار کرنا۔

شبہات کا ازالہ کرنا، خود کو گروہ بندیوں سے دور رکھنا اور باطل جماعتوں کی طرف انتساب سے پرہیز کرنا، اور ولاء وبَراء کا خیال رکھنا۔

– استاد کا حق: لوگ اس باب میں افراط و تفریط کے شکار ہیں، جبکہ کچھ لوگ اعتدال پسند بھی ہیں، اس کی مزید تفصیل دوسری کتاب میں آئے گی کہ زمین میں سب سے پہلا شرک صالحین میں غلو کی وجہ سے واقع ہوا، لہذا ہم پر واجب ہے کہ ہم اولیاء وصالحین کے سلسے میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اعتدال پسند بنیں۔

– جس جگہ تعلیم حاصل کر رہا ہے اس کا حق۔

– ساتھیوں کا حق: اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: «تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے»۔

– کتابوں کا حق: یعنی کتابوں کی حفاظت کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کے ذریعہ ہمارے اوپر انعام کیاہے، جس کی حفاظت از حد ضروری ہے۔

– جو علم اس نے حاصل کیاہے اس کا حق: بایں معنی کہ اس کی حفاظت کرے اور بار بار اس کا مراجعہ کرے اور اس پر عمل کرے، کیونکہ علم حاصل کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ علم کے مطابق عمل کرے پھر اس علم کی طرف لوگوں کو دعوت دے، کیونکہ یہ ایک نعمت ہے جس کی شکرگزاری لازم ہے۔

۲. سوال کرنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ ایسا سوال اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو۔

۳. طالب علم کے لئے مناسب ہے کہ وہ اچھی شکل وشباہت اور ہیئت وصورت کا خیال رکھے۔

۴. نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد: اللہ ورسولہ اعلم (اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں) کہنا درست نہیں، بلکہ صرف: اللہ اعلم (اللہ زیادہ بہتر جانتاہے) کہا جائے گا۔

یہ فقرہ نبی ﷺ کی مختصر سیرت پر مشتمل ہے، جس میں آپ ﷺ کے نام، عمر اور دعوتی مشن کا ذکر ہے۔

نبی ﷺ کے سلسلے میں جن امور کے بارے میں جاننا ضروری ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

آپ ﷺ کا نام ونسب

آپ: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں، اور ہاشم قبیلۂ قریش سے ہیں، جو کہ عرب کا ایک قبیلہ ہے، اور عرب در حقیقت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی ذریت میں سے ہیں۔

آپ ﷺ کی عمر

آپ کی عمر: ۶۳ سال ہے، جس میں ۴۰ سال نبوت سے پہلے ہے اور ۲۳ سال نبوت و رسالت کے بعد۔

تیسری اصل: اپنے نبی محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔

آپ: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں، اور ہاشم قبیلۂ قریش سے ہیں، جو کہ عرب کا ایک قبیلہ ہے، اور عرب در حقیقت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی ذریت میں سے ہیں، عَلَيْهِ وَعَلَى نَبِيِّنَا أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ.

آپ کی عمر: ۶۳ سال ہے، جس میں سے چالیس سال کی مدت نبوت سے پہلے کی ہے اور بقیہ ۲۳ سال کا عرصہ نبی اور رسول کے طور پر ہے۔

آپ ﷺ سورہ [اِقْرَأ] کے ذریعہ نبی، اور سورہ [مُدَّثِّر] کے ذریعہ رسول بنائے گئے۔

آپ ﷺ کا آبائی وطن مکہ ہے جبکہ مدینہ آپ ہجرت کرکے آئے تھے۔

نبی ﷺ کی نبوی زندگی کے دو حصے ہیں:

مکی زندگی	مدنی زندگی
تیرہ سال	دس سال

آپ ﷺ نبی ہیں یا رسول؟

آپ ﷺ نبی و رسول دونوں ہیں، کیونکہ آپ ﷺ سورہ [اِقْرَأ] کے ذریعہ نبی، اور سورہ [مُدَّثِّر] کے ذریعہ رسول بنائے گئے۔

سیرتِ رسول صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی چند جھلکیاں

اللہ ﷻ نے آپ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی طرف دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے، اور اسکی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾ .اے کپڑا اوڑھنے والے، کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے، اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر، ناپاکی کو چھوڑ دے، اور احسان کر کے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر، اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔

﴿قُمْ فَأَنذِرْ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور ایک اللہ کی طرف بلائیں۔

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ یعنی: توحید کا دامن تھامتے ہوئے آپ اللہ کی عظمت اور بڑائی بیان کریں۔

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ یعنی: آپ اپنے اعمال کو شرک کی پلیدگی سے پاک رکھیں۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ رُجز: بتوں کو کہتے ہیں انہیں چھوڑنے کا مطلب ان سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور شرک و مشرکین سے براءت کا اظہار ہے۔

توحید کی دعوت دیتے ہوئے آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی کے بیش قیمت دس سال گزر گئے، پھر آپ کو معراج کی سعادت نصیب ہوئی، جہاں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں اور آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تین سال تک مکہ مکرمہ میں نمازیں ادا کیں پھر آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔

نبی صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مکی زندگی توحید کے اقرار اور شرک کی نفی پر مبنی تھی، جو کہ تیرہ سالوں تک جاری رہی۔

پھر آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا، یہاں بھی آپ کی دعوت توحید پر مبنی تھی، مزید یہ کہ دین کے باقی احکامات جیسے عبادات، معاملات اور دیگر امور زندگی کا بھی نزول ہوا۔

آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دعوتی زندگی کا مطالعہ کرنے والا واضح طور پر پائے گا کہ توحید کی دعوت آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آخری سانس تک مستمر رہی، جس میں ان لوگوں پر واضح رد ہے جو کہتے ہیں کہ توحید کا سیکھنا ضروری نہیں، یا پھر یہ چند لمحوں میں سیکھا جاسکتا ہے۔

آپ رَحِمَهُ ٱللَّٰهُ کا قول: (عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ، آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو آسمان کی سیر کرائی گئی) سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ:

١. نبی صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے غیبی امور کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہو کہ: (ہم ایمان لائے، ہم نے تصدیق کی، اور سر تسلیم خم کیا)۔

٢. فرض نمازیں کافی اہم ہیں، کیونکہ: اللہ نے ان کا حکم نبی صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو روئے زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر دیا ہے۔

ہجرت کہتے ہیں: بلاد کفر و شرک سے بلاد اسلامیہ کی طرف نقل مکانی کرنا، جو کہ اس امت پر فرض ہے اور یہ قیامت تک باقی ہے۔

اور اس کی دلیل اللہ ﷻ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ قَالُوا۟ فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا۟ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا۟ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُوا۟ فِيهَا ۚ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا ٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُو۟لَٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ ، جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں: تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے، فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔ مگر جو مرد عورتیں اور بچے بے بس ہیں، جنہیں نہ تو کسی چارۂ کار کی طاقت اور نہ کسی راستے کا علم ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

اور اللہ ﷻ کا یہ ارشاد: ﴿يَٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ أَرْضِى وَٰسِعَةٌ فَإِيَّٰىَ فَٱعْبُدُونِ﴾ . اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے، سو تم میری ہی عبادت کرو۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «یہ آیت مکہ کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی، اللہ ﷻ نے انہیں "ایمان والو!" کہہ کر مخاطب کیا ہے»۔

اور سنت سے ہجرت کے فرض ہونے کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: «**ہجرت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا، اور توبہ کا دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے بند نہیں ہو سکتا**»۔

ہجرت کی تین قسمیں ہیں:

بلاد کفر سے بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنا۔ یہ واجب ہے۔	مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت۔ فتح مکہ کے بعد یہ منسوخ ہو چکی ہے۔	ان تمام چیزوں کو چھوڑ دینا جن کے ترک کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، خواہ وہ عمل سے متعلق ہو یا عامل سے یا زمان و مکان سے۔

عمل: ہر وہ چیز جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، جیسے شرک۔ عامل: کفار و منافقین وغیرہم سے کنارہ کشی۔ زمان: ایسے زمانہ (وقت – تاریخ) سے دور رہنا، جس میں کفار و مشرکین عید مناتے ہوں۔ مکان: ایسی جگہ سے دور رہنا جہاں کفار و مشرکین عید مناتے ہوں۔

* توبہ کے ختم ہونے کا وقت: ١. سورج کا مغرب سے طلوع ہونا. ٢. یا جانکنی کا عالم ہونا: ﴿وَلَيْسَتِ ٱلتَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ حَتَّىٰٓ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ ٱلْمَوْتُ قَالَ إِنِّى تُبْتُ ٱلْـَٰٔنَ وَلَا ٱلَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ﴾ . ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی، اور ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مر جائیں۔

* نبی ﷺ کا فرمان «فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں»: یعنی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مکہ مکرمہ پھر سے بلد کفر نہیں بن سکتا ہے۔

جب آپ ﷺ نے مدینہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی تو اسلامی شریعت کے دیگر احکام، جیسے زکوٰۃ(۱)، روزہ، حج، جہاد، اذان، اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا وغیرہ احکام فرض کئے گئے۔

ان باتوں کی تبلیغ میں نبی ﷺ نے اپنی زندگی کے بیش قیمت دس سال گزار دئے، پھر آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا (۲).

مگر ہاں! آپ کا لایا ہوا دین باقی ہے، اور یہی آپ کا دین ہے، ایسی کوئی بھلائی نہیں جس کی طرف آپ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی نہ کر دی ہو، اور ایسی کوئی برائی نہیں جس سے آپ ﷺ نے امت کو آگاہ نہ کیا ہو۔

خیر اور بھلائی جس کی طرف آپ نے رہنمائی فرمائی ہے: توحید اور ہر وہ چیز ہے جس کو اللہ ﷻ محبوب رکھتا ہے۔

شر اور برائی جس سے آپ نے اپنی امت کو آگاہ کیا ہے: وہ شرک اور ہر وہ چیز ہے جس کو اللہ ﷻ ناپسند فرماتا ہے(۳).

(۱) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: «زکوٰۃ کی فرضیت مکہ ہی میں نازل ہوئی تھی، لیکن اس کا نصاب اور قدر واجب مقرر نہیں کیا گیا تھا، مدینہ میں نصاب اور قدر واجب کا نزول ہوا».

(۲) نبی ﷺ کی وفات ۱۱ھ میں ہوئی اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کئے گئے۔

(۳) «ایسی کوئی بھلائی نہیں جس کی طرف آپ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی نہ کر دی ہو، اور ایسی کوئی برائی نہیں جس سے آپ ﷺ نے امت کو آگاہ نہ کیا ہو» لہذا ہمارے اوپر ضروری ہے کہ ہم گواہی دیں کہ آپ ﷺ نے امانت کو ادا کر دیا، رسالت دین کو پہنچا دیا، امت کو نصیحت فرما دی، اللہ کے راستے میں پوری کوشش صرف کی اور ہمیں ایسی واضح شاہراہ پر چھوڑا جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، جس سے کوئی ہلاک ہونے والا ہی بھٹک سکتا ہے۔

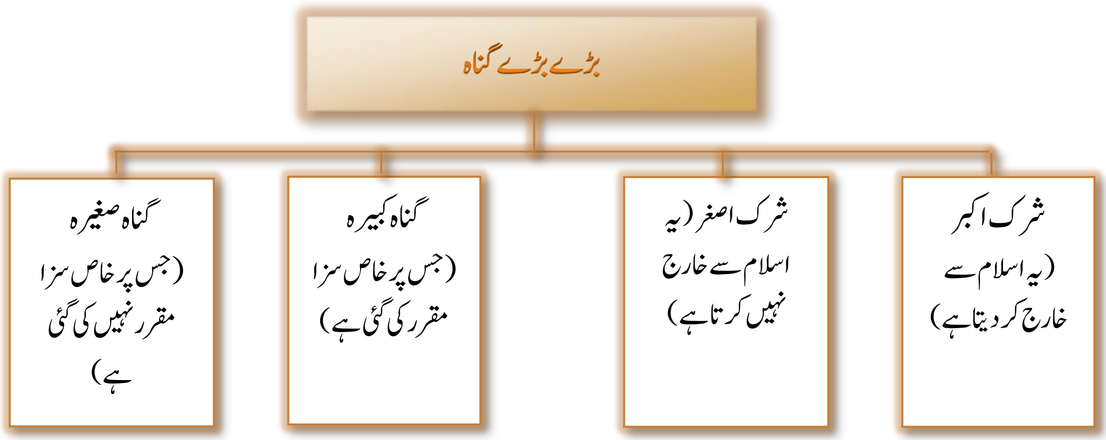

(۱) نبی ﷺ سارے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے، اور ان کے ذریعہ پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا گیا، لہذا یہود ونصاری - چاہے وہ نبی ﷺ کے زمانے کے ہوں یا ہمارے زمانے کے - دعوت دین پہنچنے کے باوجود اگر ایمان نہیں لائے تو وہ کافر ہیں، گرچہ وہ موسی و عیسی علیہما السلام کے دین ہی پر کیوں نہ ہوں، اور اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱- الله ﷻ کا یہ فرمان: ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾. آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں۔

۲- اللہ ﷻ کا یہ فرمان: ﴿قَٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَلَا بِٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ ٱلْحَقِّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ﴾. ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی۔

اللہ ﷻ نے آپ کو سارے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، اور آپ ﷺ کی اطاعت کو تمام انس وجن پر فرض قرار دیا ہے: ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (۱). آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں۔

اور اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے ذریعہ دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا﴾ (۲) آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

آپ ﷺ کی وفات پانے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾. یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں، پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔

۳- نبی ﷺ کا فرمان: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ لَا يُؤْمِنُ بِي إِلَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ» (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے بارے میں کوئی یہودی یا نصرانی کو خبر پہونچے پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو وہ جہنمی ہے)۔

(۲) اس آیت کریمہ میں بدعت اور اہل بدعت پر رد ہے۔

پانچواں: خاتمہ

جب سارے انسان مر جائیں گے تو انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، جس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ مِنْهَا خَلَقْنَٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴾ اسی زمین میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔

اور یہ فرمان باری تعالی: ﴿وَٱللَّهُ أَنۢبَتَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ نَبَاتًا ۝١٧ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا﴾. اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک (خاص اہتمام سے) اگایا ہے (اور پیدا کیا ہے)۔ پھر تمہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا اور (ایک خاص طریقہ) سے پھر نکالے گا۔

اور دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد، ان سے حساب لیا جائے گا اور انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَلِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ لِيَجْزِيَ ٱلَّذِينَ أَسَٰٓـُٔوا۟ بِمَا عَمِلُوا۟ وَيَجْزِيَ ٱلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ بِٱلْحُسْنَى ﴾ (۱). اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنایت فرمائے۔

اور جس نے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کو جھٹلایا تو وہ کافر ہے، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ ارشاد ہے: ﴿ زَعَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَن لَّن يُبْعَثُوا۟ ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّى لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴾ (۲) ان کافروں کا خیال ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے، پھر تم نے جو کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے، اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اچھے اعمال پر خوشخبری اور برے اعمال کے انجام سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے: ﴿ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ ﴾. ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے۔

سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول محمد ﷺ ہیں، اس بات کی دلیل کہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے رسول ہیں اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ﴾ (۳). یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی۔

(۱) سارے لوگ یقینی طور موت کا مزہ چکھیں گے، اور دوبارہ اٹھائے جائیں گے، پھر ان سے حساب لیا جائے گا اور انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

(۲) جس نے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب کتاب کو جھٹلایا تو وہ کافر ہے، کیونکہ اس نے ارکان ایمان میں سے ایک رکن کا انکار کیا۔

(۳) نوح عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ سب سے پہلے رسول ہیں، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ﴾. یقینا ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی۔

لیکن سب سے پہلے نبی آدم عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ ہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب سوال کیا گیا کہ، کیا آدم عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ نبی ہیں تو آپ نے فرمایا: «**وہ ایسے نبی ہیں جن سے اللہ نے بات کی**»۔

اور سب سے آخری نبی و رسول محمد ﷺ ہیں، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾. (لوگو!) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیا ہیں۔

جس نے بھی نبی ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعوی کیا تو وہ جھوٹا اور کافر ہے، اور جس نے اس دعوی کی تصدیق کی وہ بھی کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں و رسولوں کو اچھے اعمال پر خوشخبری دینے والا اور برے اعمال کے انجام سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ، اور سارے انبیا و رسل کی دعوت کی بنیاد توحید کا اقرار اور طاغوت و شرک کا انکار ہے، جس کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا ﴾ یعنی ہم نے ہر امت اور گروہ میں رسول بھیجا؛ ﴿أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، ﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ یعنی یہ طاغوت ایک جانب ہوں اور تم دوسری جانب، اور یہ ان کی عبادت سے دور رہنے اور ان سے بچنے کا مناسب ترین طریقہ ہے، جس سے شرک اور اہل شرک سے براءت متحقق ہوتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام بندوں پر طاغوت کا انکار اور اللہ پر ایمان لانا فرض کیا ہے، اور اللہ پر ایمان لانے سے پہلے طاغوت کا انکار ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ﴾ . جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔

طاغوت: جس کے ذریعہ سے بندہ اپنی حد پار کر جائے، خواہ وہ معبود ہو (جیسے پتھر-کی مورت وغیرہ- یا درخت) یا پیشوا (جیسے علماء سوء) یا حکام (جیسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دینے والے اُمرا)۔

طاغوت بہت سے ہیں، جن میں سرفہرست پانچ ہیں: ابلیس ملعون (شیخ نے یہاں من باب الاخبار اس پر لعنت بھیجی ہے)۔

جو شخص اپنی عبادت سے راضی ہو۔ جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دے۔ جس نے کسی بھی طرح کے غیب کا دعوی کیا اور جس نے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام بندوں پر طاغوت کا انکار کرنا اور اللہ پر ایمان رکھنا فرض قرار دیا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «طاغوت: ہر وہ شی ہے جس کی وجہ سے بندہ اپنی حد کو پار کر جائے، خواہ وہ معبود ہو یا پیشوا یا حکام»۔

نوح علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ ؑ نے رسول بھیجے، جو انہیں ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیتے تھے اور طاغوت کی عبادت کرنے سے روکتے تھے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ .

طاغوت بہت سی چیزیں ہیں جن میں سے نمایاں یہ پانچ ہیں: ابلیس ملعون، جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہو اور وہ اس سے راضی ہو، جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دے، جو غیب دانی کا دعوی کرے، اور جو اللہ کے کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرے، اور اس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى﴾ . دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت سے روشن ہو چکی ہے، اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔

اور یہی «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» کا معنی ہے. اور حدیث میں آیا ہے: «اصل (بنیادی) چیز اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز ہے، اور اسلام کی سب سے بلند اور اعلی چیز اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے»۔

اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کرنا، اس میں تفصیل ہے

کفر اکبر

جو یہ عقیدہ رکھے کہ انسان کا فیصلہ اللہ کے فیصلہ کی طرح ہے، یا اس سے افضل ہے۔

کفر دون کفر

جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف کیا ہوا فیصلہ باطل تو ہے لیکن پھر بھی خواہش نفس کی پیروی، جاہ و منصب کی محبت یا دیگر اسباب کی وجہ سے اس کا فیصلہ کرے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کو چار درجات میں تقسیم کیا ہے

نفس سے جہاد

اور یہ علم و عمل، اور دعوت وصبر کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

شیطان سے جہاد

اور یہ شبہات (شرک وبدعت) اور شہوات (صغیرہ وکبیرہ گناہ) کو ترک کرکے کیا جاتا ہے۔

کفار و منافقین سے جہاد

اور یہ دل وزبان اور جان ومال کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

ظالم، اور اہل بدعات و منکرات سے جہاد

اور یہ دل وزبان اور ہاتھ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

خاتمہ:

ہر دانشمند پر واجب ہے کہ وہ اس اہم متن (اصل کتاب) میں دلچسپی لے، اور اس میں غور وفکر کرے، کیونکہ یہ ایسے اصول وضوابط کو شامل ہے جن کی ضرورت ہر انسان کو قبر میں ہوگی۔

هذا و اللهُ أعلَمُ ، وصلَّى اللهُ على محمَّدٍ وعلى آله وصَحبه وسلَّم

متن اصول ثلاثہ دراصل قبر کے تین سوالوں پر مشتمل ہے ، اس کے دلائل، توحید کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اصول ثلاثہ کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اس کے جاننے کا فائدہ کیا ہو گا؟	المسائل الأربعة (چار مسائل) اور ان کے دلائل (سورة العصر)	علم حاصل کرنا	دلائل کے ساتھ اللہ کی معرفت، نبی ﷺ کی معرفت اور دین اسلام کی معرفت۔ (يعني: الأصول الثّلاثة، تین اصول)
		اس پر عمل کرنا	«علم پر اگر عمل کیا جائے تو باقی رہتا ہے، ورنہ ضائع ہو جاتا ہے» وَعَالِمٌ بعِلْمِهِ لَمْ يَعْمَلَنْ مُعَذَّبٌ مِنْ قَبْلِ عُبَّادِ الوَثَنْ عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا اسے صنم پرستوں سے پہلے عذاب دیا جائے گا
		اس کی طرف دعوت دینا	اللہ کی طرف دعوت دینے کے شروط: اخلاص، علم شرعی، مدعوئین کے احوال وظروف کی رعایت، اور حکمت وصبر
			سب سے پہلے جس چیز کی دعوت دی جائے گی وہ توحید ہے کیونکہ یہی انبیاء ورسل کی دعوت رہی ہے۔ دعوت کا سب سے اعلی درجہ توحید کا اقرار اور شرک کی نفی کرنا ہے۔
		اذیتوں پر صبر کرنا	اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا، جیسے نماز، اللہ کی معصیت سے صبر کرنا جیسے (سود کھانا) اور تقدیر میں لکھی ہوئی پریشانیوں پر صبر کرنا، جیسے (فقر اور محتاجی)
			یعنی: حصول علم پر صبر کرنا، پھر عمل پر صبر کرنا اور پھر اس کی دعوت دینے میں حاصل ہونے والی پریشانیوں پر صبر کرنا۔
	المسائل الثلاث (تین مسائل)		**توحید ربوبیت:** (جو ربوبیت میں اکیلا ہے، اسے الوہیت میں بھی اکیلا ماننا از حد ضروری ہے). **اور توحید اسماء وصفات**
			توحید الوہیت: (اخلاص)، اللہ تعالی اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے، خواہ وہ کوئی برگزیدہ فرشتہ، یا نبی ورسول ہی کیوں نہ ہو۔
			شرک اور مشرکین سے براءت: دل وزبان سے (کفار سے بغض وکراہیت)، ﴿إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُونَ﴾ (میں ان چیزوں سے بیزار ہوں، جن کی تم عبادت کرتے ہو)۔ اعضاء وجوارح کے ذریعہ: ان کی محفلوں، تیوہاروں اور ان کی مشابہت اختیار کرنے سے گریز کر کے۔

متن اصول ثلاثہ دراصل قبر کے تین سوالوں پر مشتمل ہے، اس کے دلائل، توحید کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اصول ثلاثہ کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟ اس کے جاننے کا فائدہ کیا ہو گا۔

توحید جاننے اور پڑھنے کا سبب

دین حنیف: یہ شرک سے مائل ہو (ہٹ) کر، اخلاص، توحید اور ایمان کی طرف متوجہ ہونے والی ملت کو کہتے ہیں۔

لغت میں: لفظ توحید، فعل وحَّد یوحِّد توحیدًا کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے وحَّد الشَّیء؛ یعنی کسی چیز کو ایک شمار کرنا۔

شریعت میں توحید: اللہ ﷻ کو اس کی تمام خصوصیات (توحید ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات) میں ایک شمار کرنا۔

اور اس کی تین قسمیں ہیں:

توحید ربوبیت: اللہ ﷻ کو اس کے تمام افعال میں اکیلا شمار کرنا، **یا:** صفت خلق (پیدا کرنے)، ملک (بادشاہت) اور تدبیر وغیرہ میں اللہ ﷻ کو اکیلا ماننا۔

توحید الوہیت: اللہ ﷻ کو عبادت میں، یا اللہ تعالی سے متعلق بندوں کے افعال میں اکیلا ماننا۔

توحید اسماء وصفات: اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبانی اپنا جو نام رکھا ہے یا صفت بیان کی ہے اس میں اس کو تنہا ماننا، اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے لئے جو ثابت کیا ہے اس کو ماننا اور جس کی نفی کی ہے اس کا انکار کرنا، وہ بھی بغیر کسی تحریف، تعطیل، تکییف، اور تمثیل کے۔

شرک: اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارنا ہے، جو روئے زمین پر پایا جانے والا بدترین گناہ ہے۔

الأصــــول الثـلاثـة (تین اصول)

اللہ ﷻ کی معرفت: تیرا رب کون ہے؟ تو نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ رب ہی معبود ہے، عبادات کی قسمیں، جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے عبادت کی کوئی قسم انجام دیتا ہے، اس کا حکم۔

دلائل کے ساتھ دین اسلام کی معرفت، اسلام کی تعریف، دین کے درجات، ارکان اسلام، شہادت کی تعریف، ارکان ایمان، ایمان کی شاخیں، احسان، دین کے درجات کی دلیلیں، قیامت کی نشانیاں۔

نبی ﷺ کی معرفت، آپ کا نسب نامہ، آپ کی ولادت، آپ کی عمر، آپ کی نبوت ورسالت، آپ کا وطن، آپ کی بعثت کا مقصد، دعوت توحید کی مدت، اسراء ومعراج، نماز کب اور کہاں فرض ہوئی؟ ہجرت کا حکم اور اس کا وقت، بقیہ شریعتیں کب نافذ کی گئیں؟ دعوت کی مدت، نبی ﷺ کی وفات، جو دین آپ لے کر آئے، آپ کی بعثت انس وجن کے لئے عام تھی، دین جیسی عظیم نعمت مکمل ہے۔

<table dir="rtl">
<tr><td rowspan="8">متن اصول ثلاثہ دراصل قبر کے تین سوالوں پر مشتمل ہے، اس کے دلائل، توحید کو جاننا ہمارے لیے کیوں ضروری ہے؟ اصول ثلاثہ کو جاننا ہمارے لیے کیوں ضروری ہے؟ اس کے جاننے کا فائدہ کیا ہو گا؟</td><td rowspan="8">خاتمہ</td><td colspan="4">مرنے کے بعد اٹھایا جانا اور اعمال کا حساب دینا، جس نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کیا وہ کافر ہے، رسولوں کا وظیفہ اور ان کی دعوت، سب سے پہلے اور سب سے آخری رسول، توحید کے دو رکن: طاغوت کا انکار اور اللہ پر ایمان، طاغوت کی تعریف، طاغوتوں کے سرداران، طاغوت کے انکار کی کیفیت، لا الہ الا اللہ کا معنی، اسلام: دین کی اصل (بنیاد) ہے، دین کا ستون نماز ہے، دین کا اعلی ترین مقام و مرتبہ جہاد ہے۔</td></tr>
<tr><td rowspan="7">جہاد کے اقسام</td><td>نفس سے جہاد</td><td colspan="2">یہ جہاد جیسا کہ سورہ عصر میں وارد ہوا ہے (علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کی طرف دعوت دینا اور اس پر صبر کرنا) کے ذریعہ ہو گا۔</td></tr>
<tr><td rowspan="4">شیطان سے جہاد</td><td rowspan="2">شہوات</td><td>کبیرہ گناہ (ہر وہ گناہ جس پر خاص سزا کی وعید سنائی گئی ہو)</td></tr>
<tr><td>صغیرہ گناہ (ہر حرام کام، لیکن اس پر خاص سزا کی وعید نہیں سنائی گئی ہو)</td></tr>
<tr><td rowspan="2">شبہات</td><td>شرک اکبر (جو ملت اسلام سے خارج کر دیتا ہے)
شرک اصغر</td></tr>
<tr><td>بدعات</td></tr>
<tr><td>کفار و منافقین سے جہاد</td><td colspan="2">دل، زبان، اعضاء و جوارح اور مال کے ذریعہ</td></tr>
<tr><td>ظالم، اور اہل بدعات و منکرات سے جہاد</td><td colspan="2">دل، زبان اور ہاتھ کے ذریعہ</td></tr>
</table>

جس کے ذریعہ سے بندہ اپنی حد پار کر جائے، خواہ وہ معبود ہو (جیسے پتھر-کی مورت وغیرہ-یا درخت) یا پیشوا (جیسے علماء سوء) یا حکام (جیسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دینے والے اُمرا). طاغوت بہت سے ہیں، جن میں سر فہرست پانچ ہیں: ابلیس ملعون (شیخ نے یہاں من باب الاخبار اس پر لعنت بھیجی ہے)(یعنی ملعون اس کے نام کا جز نہیں ہے، بلکہ بد دعائیہ کلمہ ہے)۔ جو شخص اپنی عبادت سے راضی ہو۔ جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دے۔ جس نے کسی بھی طرح کے غیب کا دعوی کیا۔ اور جس نے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کیا۔	طاغوت		
واللہ أعلمُ وصلَّى الله على محمَّدٍ وعلى آله وصَحبه وسلَّم.			

تین اصول اور ان کے دلائل سے متعلق سوالات

بین القوسین دئے ہوئے جوابوں میں سے صحیح جواب چنیں:

۱- الاصول الثلاثۃ(تین اصول) کے مؤلف ہیں: (محمد بن سلیمان التمیمی -محمد بن عبدالوہاب- سبھی).

۲- متن اصول ثلاثہ دراصل قبر کے تین سوالوں پر مشتمل ہے:(صحیح - غلط).

۳- مؤلف نے اصول ثلاثہ میں پڑھنے والے کے لئے کتنی جگہ دعا فرمائی ہے؟ (دو جگہ - تین جگہ).

۴- مؤلف کی کتابوں کی اہم خصوصیات ہیں: (آسان اور سلیس عبارتیں- پہلے اجمال پھر تفصیل - کتاب و سنت سے دلائل کا ذکر- طالب علموں کے لئے دعا کا اہتمام - معاصرین کی جانب سے پیش کردہ شبہات کا رد - ان کی شروحات کی کثرت- اہم باتوں کو سوال و جواب کی شکل میں پیش کرنا - اللہ نے اسے مقبول عام بنا دیا ہے - سبھی)۔

۵- متن اصول ثلاثہ کی تقسیم کتنے حصوں میں کرنا ممکن ہے؟(۵ – ٦)۔

٦- توحید کا علم حاصل کرنا:(فرض کفایہ -فرض عین) ہے۔

۷- المسائل الأربع (چار مسائل) کی دلیل کون سی سورت ہے؟(العصر- الاخلاص).

۸- جس نے علم حاصل کیا، لیکن اس پر عمل نہیں کیا، کس کے مشابہ ہے؟ (نصاریٰ(عیسائی)- یہود- دونوں).

۹- صبر کی کتنی قسمیں ہیں؟ (دو - تین).

۱۰- سورہ عصر کے سلسلے میں امام شافعی کے قول کا مطلب ہے کہ، یہ سورت: (حجت قائم کرنے کے لئے کافی ہے ——— دوسری سورتوں کے لئے کافی ہے)۔

۱۱- جو توحید کی تینوں قسموں میں سے صرف ایک قسم پر ایمان لائے،وہ موحد نہیں ہے: (صحیح - غلط).

۱۲- شرک اور اہل شرک سے براءت کیسے ہوگی؟ (دل، زبان اور اعضاء و جوارح کے ذریعہ - عمل اور اس کے کرنے والے سے براءت کے ذریعہ- سبھی).

۱۳- اللہ تعالی کے فرمان(وأنَّ المساجد لله) میں مساجد سے مراد ہے: (در و دیوار وغیرہ سے بنائی گئی مساجد - سجدہ کرنے کے جسمانی اعضا - پوری روئے زمین - سبھی).

۱۴- سلف کا طریقہ رہا ہے: (پہلے استدلال پھر اعتقاد - پہلے اعتقاد پھر استدلال).

۱۵- ہمارے علما میں سے جو گمراہ ہو گئے ان کے اندر: (یہود- نصاری (عیسائی)) کی مشابہت ہے۔

۱۶- ہمارے عبادت گزاروں میں سے جو گمراہ ہوئے ان کے اندر: (یہود- نصاری (عیسائی)) کی مشابہت ہے۔

۱۷- مسائل ثلاثہ ہی اصول ثلاثہ ہیں:(صحیح - غلط).

۱۸- دعا کی قسمیں ہیں:(دعاء عبادت و دعاء مسألہ - لسان حال اور لسان قال سے دعا).

۱۹- دعاء مسألہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ (دو - چار).

۲۰- اسباب اختیار کرنے کے تعلق سے عقیدہ رکھنے میں لوگوں کی کتنی قسمیں ہیں؟(افراط و تفریط اور اعتدال-شرک اکبر، شرک اصغر اور جائز)۔

۲۱- مخلوق سے شدائد و مشکلات سے مدد کی فریاد جائز ہے: (مطلقا – صرف اسی میں جس پر وہ قدرت رکھتا ہے – صرف اسی میں جس پر وہ قدرت رکھتا ہے، بقیہ چاروں شروط کے ساتھ).

۲۲- لا إلــه إلَّا الله کا معنی ہے: (اختراع و ایجاد پر قدرت رکھنے والا ــ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ــ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ سبھی).

۲۳- وحدت ادیان: (جائز ہے - کبیرہ گناہ ہے - کفر ہے).

۲۴- اجمالی طور پر اللہ کے وجود پر دلائل: (بہت زیادہ ہیں - چار ہیں).

۲۵- کیا فرشتوں کے پاس دل ہیں: (ہاں ۔ نہیں).

۲۶- توحید کا تعلق ایمان سے بایں طور ہے کہ ایمان عام ہے اور توحید اس کا ایک حصہ ہے: (صحیح -غلط).

۲۷- ارکان ایمان کتنے ہیں؟ (۵،۶،۸).

۲۸- مشرکین بھی کئی معنوں میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں:(صحیح - غلط).

۲۹- اللہ کے سوا جس کی عبادت کی جا رہی ہو اور وہ اس سے راضی نہ ہو: (اس کو طاغوت کہا جائے گا ـــــ اس کو طاغوت نہیں کہا جائے گا).

۳۰- کائنات کی تدبیر اور بارش برسانے میں اللہ کو اکیلا ماننا، توحید: (الوہیت - ربوبیت -اسماء وصفات) ہے.

۳۱- ان میں سے کیا اصل توحید کے منافی ہے: (شرک اکبر- اصغر- بدعت).

۳۲- واجبات میں سے سب سے بڑا واجب والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے: (صحیح - غلط).

۳۳- حرام کردہ اشیا میں سے بدترین چیز، زناکاری اور معصوم جان کا قتل کرنا ہے: (صحیح - غلط).

۳۴- معراج، نبی ﷺ کی مکہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو کہا جاتا ہے: (صحیح - غلط).

۳۵- نبی ﷺ کی بعثت: (خاص ان کی قوم کی طرف - انس وجن کی طرف) ہوئی تھی.

۳۶- نبی ﷺ: (وفات پاچکے - انبیا مرتے نہیں ہیں).

۳۷- جس نے مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کیا اس نے کفر: (اکبر- اصغر) کیا.

۳۸- تمام نبیوں کا دین: (ایک ہے - ہر نبی کا اپنا الگ دین ہے).

۳۹- ہجرت کا حکم: (فتح مکہ کے ساتھ ختم ہو چکا - قیامت تک باقی ہے).

۴۰- ہجرت کہتے ہیں: (بلاد کفر سے بلاد اسلامیہ کی طرف نقل مکانی کرنا - اللہ کی حرام کردہ اشیا کو ترک کر دینا).

۴۱- دین اسلام مکمل ہے، سوائے اس کے جو نیکوکار خوابوں میں دیکھتے ہیں: (صحیح - غلط).

۴۲- اللہ کے سوا کسی اور کے لئے عبادت کو انجام دینا، شرک: (اکبر- اصغر) ہے.

۴۳- کسی فعل پر حکم لگانے اور اس کے کرنے والے پر حکم لگانے کے درمیان فرق کرنا لازمی ہے: (صحیح - غلط).

۴۴- سب سے پہلے نبی: (نوح عَلَيْهِ السَّلَامُ ہیں -آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ ہیں).

۴۵- ہمارے نبی ﷺ: (نبي ہیں -رسول ہیں).

مندرجہ ذیل پہلے خانہ کے جملہ کو دوسرے خانہ کے مناسب جملہ سے ملائیں:

پہلا خانہ	نمبر شمار	نمبر شمار	دوسرا خانہ
توحید لغت میں		۱	امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا قول: (إذا رأيت الكافر أغمضت عينيَّ مخافة أن أرى عدوَّ الله) جب میں کسی کافر کو دیکھتا ہوں تو اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہوں، کہ کہیں اللہ کے دشمن پر نگاہ نہ پڑ جائے۔
توحید شریعت میں		۲	ہر اس چیز پر ایمان لانے کو شامل ہے جو موت کے بعد پیش آنے والی ہے۔
توحید الوہیت		۳	زبان سے اقرار کرنا، دل میں اعتقاد رکھنا، اور اعضاء وجوارح کے ذریعے اس پر عمل کرنا، اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔
توحید ربوبیت		۴	اسلام، ایمان اور احسان ہیں
توحید اسماء و صفات		۵	اللہ کے لئے بھی اور غیر اللہ کے لئے بھی
دین حنیف		۶	واجب، جائز اور حرام
قرآن کریم کی سب سے پہلی ندا اور امر		۷	شرعی اور حسی
ندّ		۸	قبر کے سوالات ہیں
خشیت		۹	علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کی طرف دعوت دینا اور اس پر صبر کرنا ہے
توکل		۱۰	اخلاص اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی
عبادت کی قبولیت کی دو شرطیں ہیں		۱۱	اللہ پر بھروسہ اور جائز اسباب اختیار کرتے ہوئے اسی پر خالص اعتماد کرنا۔
المسائل الأربع (چار مسائل) بالاختصار		۱۲	ایسا خوف جو خالق کے عظمت اور کمال سلطنت کے علم پر مبنی ہو۔
المسائل الثَّلاث (تین مسائل) بالاختصار		۱۳	شبیہ، نظیر اور مثیل کو کہتے ہیں
الأصول الثَّلاثة (تین اصول) بالاختصار		۱۴	سورۂ بقرہ میں ہے
اسباب کی قسمیں ہیں		۱۵	یہ شرک سے مائل ہو (ہٹ) کر، اخلاص، توحید اور ایمان کی طرف متوجہ

			ہونے والی ملت کو کہتے ہیں
نذر کی قسمیں		١٦	اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبانی اپنا جو نام رکھا ہے یا صفت بیان کی ہے اس میں اس کو تنہا ماننا، اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے لئے جو ثابت کیا ہے اس کو ماننا اور جس کی نفی کی ہے اس کا انکار کرنا، وہ بھی بنا کسی تحریف، تعطیل، تکییف، اور تمثیل کے۔
ذبح کی قسمیں		١٧	اللہ ﷻ کو اس کی عبادت میں اکیلا ماننا ہے۔
خوف کی قسمیں		١٨	اللہ ﷻ کو صفت خلق (پیدا کرنے)، ملک (بادشاہت) اور تدبیر وغیرہ میں اکیلا ماننا ہے۔
اسلام		١٩	اللہ ﷻ کو اس کی تمام خصوصیات میں ایک شمار کرنا ہے.
دین کے درجات		٢٠	فعل وحَّد الشَّيء کا مصدر ہے، یعنی کسی چیز کو ایک شمار کرنا
ایمان		٢١	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یا جانکنی کا عالم ہونا
آخرت پر ایمان لانا		٢٢	ہر وہ چیز جس میں بندہ اپنے معبود یا پرستار یا آقا سے متعلق اپنی حدود پار کر دے
شرک سے براءت متحقق ہوگی		٢٣	توحید ربوبیت، توحید اسماء وصفات، توحید الوہیت اور شرک واہل شرک سے براءت کے ذریعہ
توبہ کے وقت کا خاتمہ		٢٤	یہ ہے کہ اللہ تعالی کو ایک معبود مانتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے احکام کو بجالانا، اور شرک واہل شرک سے براءت کا اظہار کرنا
طاغوت		٢٥	جس کی اللہ کے علاوہ تصویر کی شکل میں عبادت کی جاتی ہو

فہرست

١	مقدمہ	٥ - ٧
٢	المسائل الأربعة (چار مسائل)	٨ - ١٢
٣	المسائل الثَّلاثة (تین مسائل)	١٣- ١٦
٤	توحید جاننے کی اہمیت	١٧
٥	الأصول الثَّلاثة (تین اصول)	١٨ - ٤٤
٦	خاتمہ	٤٥ - ٤٧
٧	ضمیمہ (متن کی شرح بالاختصار جدول [ٹیبل] کی شکل میں)	٤٨ - ٥١
٨	اصول ثلاثہ اور اس کے دلائل کا امتحان	٥٢-٥٦
٩	فہرست	٥٧

القواعد الأربع

چار اہم قاعدے

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله:

شرح سے پہلے ایک مقدمہ

اس متن کے مؤلف

نام: شیخ الاسلام مجدد دعوت توحید امام محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان تمیمی۔

کنیت: ابو الحسین

ولادت: ۱۱۱۵ھ، اور وفات: ۱۲۰۶ھ بمقام عیینہ جو کہ سعودی عرب کا ایک مشہور شہر ہے۔

قواعد اربع (چار قاعدے) یہ سلسۂ متون طالب علم کا دوسرا متن ہے، اس متن کو اختیار کرنے کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

- علماء کرام نے اس کو پڑھنے کی نصیحت کی ہے
- علماء سلف کی پیروی
- اس میں ہمارے زمانے کے مشرکین کے شبہات کا رد ہے
- کیونکہ یہ کتاب کشف الشبہات کا اختصار ہے
- کشف الشبہات کو پڑھنے سے پہلے، اس کتاب سے شروع کرتے ہیں تاکہ طالب علم کے ذہن میں کسی طرح کا کوئی شبہہ باقی نہ رہے

قواعد اربع (چار قاعدے) کی فہرست

اس متن کی تین قسمیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- مقدمہ
(سعادت ونیک بختی)

۲-توحید جاننے کی اہمیت

قواعد

پہلا: مقدمہ (سعادت ونیک بختی)

(۱) رب عرش عظیم، اللہ کریم سے میں دست بدعا ہوں کہ اللہ رب العالمین دنیا وآخرت میں آپ کی نگہبانی کرے(۲) اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں مبارک اور نفع بخش بنائے(۳)۔

(۱) مصنف کا اس متن کو بسم اللہ سے شروع کرنے کے اسباب:

۱. کتاب اللہ (قرآن) اور انبیاء عَلَيۡهِمُ ٱلسَّلَامُ کی اقتدا۔

۲. علمائے سابقین اور سلف صالحین کی پیروی۔

۳. اللہ کے برگزیدہ نام سے برکت کا حصول۔

(۲) بسم اللہ کے بعد مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے متن کے مقدمہ کو اپنی سابقہ عادت کے مطابق طالب علم کے لیے دعا سے شروع کیا ہے، جو طالب علموں سے ان کی محبت اور خیر خواہی کی دلیل ہے، اور اللہ سے ان کے کے لیے ہر قسم کی بھلائی کا سوال کرنا ہے۔

(۳) اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایمان و تقوی کو اختیار کیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ایمان اور تقوی اختیار کرتا ہے وہ اللہ کا ولی ہو جاتا ہے، جس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ۝٦٢ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ۝٦٣﴾ (یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور [برائیوں سے] پرہیز رکھتے ہیں)۔

برکت: اس کے معنی نمو وزیادتی کے ہیں۔
تبرک: نمو وزیادتی کا طلب کرنا ہے۔
مبارک: ایسا شخص جو کہیں بھی ہو دوسروں کے لئے نفع بخش ہو۔

اور آپ کو ان لوگوں میں سے بنائے جو (اللہ کے فضل و کرم سے) نوازے جانے پر شکر بجالاتے ہیں۔

تبرک کی دو قسمیں ہیں

جائز تبرک

ناجائز تبرک: یہ وہ تبرک ہے جس پر کوئی شرعی یا حسی دلیل نہ ہو، اور یہ شرک اصغر کے قبیل سے ہے۔

حسی: جیسے علم، دعا وغیرہ، لہذا انسان کا علم اور بھلائی کی طرف دعوت، لوگوں کے لیے باعث برکت ہوتی ہیں، اور ہم اسے باعث برکت اس لیے شمار کرتے ہیں کہ خیر اور بھلائی پر مشتمل ہے، جیسے شیخ الاسلام اور ان علما کی کتابیں جن میں اللہ ﷻ نے برکتیں رکھی ہیں اور امت نے جن سے فائدہ اٹھایا ہے۔

شرعی: جیسے مسجد حرام یا مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کرنا۔

نعمت باعث آزمائش ہے اور اس کے دلائل بہت زیادہ ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: ﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (ہم بطریق امتحان تم سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں)، ﴿فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ﴾ (جب انہوں نے (سلیمان علیہ السلام) اسے اپنے پاس موجود پایا تو فرمانے لگے یہی میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری، شکر گزار اپنے ہی نفع کے لیے شکر گزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار [بے پروا اور بزرگ] غنی اور کریم ہے)، ﴿فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ﴾ (انسان [کا یہ حال ہے کہ] جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا)۔

توحید ربوبیت اور توحید الوہیت سے متعلق نعمتوں کی شکر گذاری کی دو قسمیں ہیں:

حصول نعمت سے پہلے اللہ سے تعلق رکھنا

یہ قسم بندوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ یہ اعتقاد جازم رکھیں کہ نعمت دینے والا صرف اللہ رب العالمین ہے، لہذا اللہ کے سوا کسی سے نہ اپنا دل لگائیں اور نہ ہی دوسروں سے خیر طلب کریں۔

جس طرح جنت صرف اور صرف اللہ ہی سے طلب کی جائے گی کیونکہ وہی اس کا مالک ہے ٹھیک اسی طرح روزی بھی صرف اللہ ﷻ ہی سے طلب کی جائے گی کیونکہ وہی اس کا مالک ہے۔

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱلْحَيِّ ٱلَّذِى لَا يَمُوتُ ﴾ (ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالٰی پر توکل کریں)، ﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَٱبْتَغُوا۟ عِندَ ٱللَّهِ ٱلرِّزْقَ وَٱعْبُدُوهُ وَٱشْكُرُوا۟ لَهُۥٓ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾، (سنو!) جن جن کی تم اللہ تعالٰی کے سوا پوجا پاٹ کرتے رہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک نہیں، پس تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالٰی ہی سے روزیاں طلب کرو)، یعنی اللہ ہی کے پاس نہ کہ دوسروں کے پاس ﴿وَٱعْبُدُوهُ وَٱشْكُرُوا۟ لَهُۥٓ ﴾ (اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو)۔

حصول نعمت کے بعد اللہ کا شکر بجا لانا، اور یہ ان چیزوں کے ذریعہ ہو گا:

دل سے

اور وہ اس طرح کہ خالص ایمان اور پختہ اعتقاد اور مکمل طور پر یہ بات تسلیم ہو کہ رزق ونعمت عطا کرنے والا صرف اور صرف اللہ ہے اور بندے کے پاس جو کچھ بھی نعمتیں ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں۔

زبان سے

اور وہ اس طرح کہ اللہ کی نعمتوں کا اظہار کرے اور اس پر اس کی حمد و ثنا بیان کرے اور شکر بجا لائے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ)۔

اعضاء وجوارح سے

اور وہ اس طرح کہ نعمتوں کو اس طریقہ سے خرچ کرے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے، مزید برآں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت وفرماں برداری کرے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے گناہوں سے اجتناب کرے۔

اور ان لوگوں میں سے بنائے جو آزمائش میں ڈالے جانے پر صبر کرتے ہیں(۱) اور ان سے گناہ سرزد ہونے پر استغفار کرتے ہیں۔

(۱) کیونکہ صبر کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

مصیبت وپریشانی کے وقت لوگوں کے چار حالات ہوتے ہیں:

ناراض ہونے والے	صبر کرنے والے	راضی رہنے والے	شکر ادا کرنے والے

۱ . ناراضگی: حرام ہے، اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور یہ ان چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے:

دل سے	زبان سے	اعضاء و جوارح سے

دل سے ناراضگی کا اظہار کرنا: علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ بعض لوگ زبان سے کہنے کی جسارت تو نہیں کرتے ہیں لیکن وہ نفس اور دل سے اپنے رب سے بدگمان ہوتے ہیں اور دل ہی دل میں کہتے ہیں کہ: میرے رب نے مجھ پر ظلم کیا، میرے رب نے مجھے محروم کردیا وغیرہ وغیرہ، اور یہ صفت کچھ لوگوں کے اندر کم ہوتی ہے تو کچھ کے اندر زیادہ، لہٰذا آپ اپنے نفس کا جائزہ لیں اگر آپ کا دل اس سے پاک ہے تو باعث نجات ہے ورنہ لائق عذاب ہے۔

زبان سے ناراضگی کا اظہار کرنا: اور یہ ان چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے: چیخ وپکار کرنا، نوحہ خوانی کرنا، اپنے اوپر بربادی کی بددعا، سب وشتم (گالی گلوچ) اور لعن طعن کرنا۔

اعضاء وجوارح سے ناراضگی کا اظہار کرنا: اور یہ ان چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے: خود کا رخسار پیٹنا، گریبان پھاڑنا، اور بالوں کو نوچنا۔

۲- صبر: اس کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ دل وزبان اور اعضاء جوارح سے صبر کرے، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: قرآن مجید میں صبر کا ذکر تقریبا نوے (۹۰) جگہ پر آیا ہے اور اس کے واجب ہونے پر امت کا اتفاق ہے، اور یہ آدھا ایمان ہے، کیونکہ ایمان کے دو حصے ہیں: آدھا صبر اور آدھا شکر۔ (مدارج السالکین از ابن القیم)۔

۳- راضی ہونا: اور یہ مستحب ہے، اور یہ صبر سے بھی اعلی مرتبہ ہے۔

۴- شکر ادا کرنا: یہ مستحب ہے، اور یہ سب سے افضل واعلی مرتبہ ہے۔

جان لیں! -اللہ اپنی اطاعت کی جانب آپ کی رہنمائی فرمائے- حنیفیت اور ملت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام یہ ہے کہ: آپ دین کو خالص کرتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت کریں، اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو اسی عبادت کا حکم دیا ہے، اور اسی کے لئے سب کو پیدا کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے، کہ وہ صرف میری عبادت کریں) (۱).

اس آیت کریمہ کی روشنی میں جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ سُبْحَانَہُ وَتَعَالَىٰ نے آپ کو صرف اپنی ہی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے تو جان لیں کہ توحید خالص کے بغیر کوئی بھی عبادت، عبادت نہیں ہو سکتی، جیسے کہ کوئی نماز بغیر طہارت ووضو کے نماز نہیں ہو سکتی، لہٰذا جب کسی عبادت میں شرک کی آمیزش ہو جاتی ہے تو وہ اسے فاسد کر دیتا ہے، ٹھیک ایسے ہی جیسے حدث سے طہارت ختم ہو جاتی ہے، اب جب آپ پر یہ بات واضح ہو گئی کہ شرک جب عبادت کے ساتھ خلط ملط ہو جائے تو اسے فاسد اور اعمال کو برباد کر دیتا ہے، اور شرک کرنے والے کو دائمی جہنمی بنا دیتا ہے، تو آپ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ توحید کا جاننا اور شرک کے فساد سے باخبر رہنا کتنا اہم ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شرک کے اس جال سے محفوظ رکھے، جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے)۔

اور شرک سے بچنے کے لیے ان چار قاعدوں کا جاننا ضروری جن کا ذکر اللہ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔

پہلا قاعدہ: آپ جان لیں کہ وہ کفار جن سے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جنگ کی اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالی ہی خالق و مدبر ہے، لیکن یہ اقرار انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکا، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ (آپ کہیئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے، اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے، اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ" تو ان سے کہیئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے)۔ (۲).

(۱) یہاں مؤلف رحمہ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم توحید کیوں پڑھیں؟

(۲) وہ کفار جن کی طرف نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مبعوث کیے گیے وہ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے اس کے باوجود نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے قتال کیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ ان کے اور نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے درمیان توحید الوہیت میں اختلاف تھا، چنانچہ جس نے کسی بھی عبادت کو غیر اللہ کے لیے انجام دیا تو وہ مشرک و کافر ہے۔

دوسرا قاعدہ: وہ لوگ (کفار و مشرکین) کہتے تھے کہ ہم جو ان (غیر اللہ) کو پکارتے ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کا مقصد صرف شفاعت اور تقرب الٰہی کا حصول ہے۔

قربت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى ٱللَّهِ زُلْفَىٰٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى مَنْ هُوَ كَـٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ (اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں [اور کہتے ہیں] کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ [بزرگ] اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا [سچا] فیصلہ اللہ [خود] کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے [لوگوں] کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔(١).

اور شفاعت کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَـٰٓؤُلَآءِ شُفَعَـٰٓؤُنَا عِندَ ٱللَّهِ ﴾ (اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں)۔

اور شفاعت کی دو قسمیں ہیں: ناجائز شفاعت اور جائز شفاعت۔(٢).

(١) کفار و مشرکین کی حجت یہ تھی کہ ہمارا ان معبودوں کو پکارنا اور ان کی طرف متوجہ ہونا صرف تقرب الٰہی اور حصول شفاعت کے لیے ہے، اس کے باوجود نبی ﷺ نے انہیں کافر گردانا اور ان کے ساتھ قتال کیا۔

(٢) لفظ شفاعت لغت میں: ملانے اور دو چیزوں کو ایک کرنے کو کہتے ہیں۔
شریعت میں: نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لیے کسی واسطہ اور ذریعہ کو کہتے ہیں۔

شفاعت کی قسمیں:

ثابت شدہ شفاعت: جو صرف اللہ سے طلب کی جائے اور اس کی یہ شرطیں ہیں:
(۱)شفاعت کے لیے اللہ کی اجازت ہو۔
(۲)شفاعت کرنے والے (۳)اور جس کی شفاعت کی جارہی ہے دونوں سے اللہ راضی ہو۔

ان چیزوں میں شفاعت کرنا جن پر مخلوق قادر ہو۔
اس کی یہ چار شرطیں ہے:
۱-حاضر ہونا۔ ۲-زندہ ہونا۔
۳-قادر ہونا۔ ۴-سبب ماننا۔

غیر ثابت شدہ شفاعت: وہ ہے جس کو قرآن نے ناجائز قرار دیا ہے جیسے کہ غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں شفاعت طلب کرنا، جس پر صرف اللہ ہی قادر ہے۔
اس کا حکم: یہ شرک اکبر ہے۔

ثابت شدہ شفاعت کی قسمیں:

نبی ﷺ کے لیے خاص شفاعت، جس میں کسی کی مشارکت نہیں ہوگی
- شفاعت عظمی
- آپ ﷺ کی اپنے چچا ابوطالب کے لیے عذاب ہلکا کرنے کی شفاعت
- جنت کا دروازہ کھولنے کی شفاعت

عام شفاعت جو تمام انبیاء ورسل، فرشتوں، موحدین اور نابالغ بچوں کے لیے ہوگی
- موحدین کے حق میں رفع درجات کی شفاعت
- موحدین میں سے مستحقین عذاب کے لیے جہنم میں داخل نہ کرنے کی شفاعت
- جہنم میں داخل ہوچکے موحدین کو جہنم سے باہر نکالنے کی شفاعت

ناجائز شفاعت: وہ ہے جس کو قرآن نے ناجائز قرار دیا ہے جیسے کہ غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں شفاعت طلب کرنا، جس پر صرف اللہ ہی قادر ہے، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِمَّا رَزَقۡنَٰكُم مِّن قَبۡلِ أَن يَأۡتِيَ يَوۡمٞ لَّا بَيۡعٞ فِيهِ وَلَا خُلَّةٞ وَلَا شَفَٰعَةٞۗ وَٱلۡكَٰفِرُونَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴾ (اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور شفاعت، اور کافر ہی ظالم ہیں)۔

جائز شفاعت: جو اللہ سے طلب کی جائے اور شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت دے کر تکریم کی جائے گی، اور جس کی شفاعت کی جائے (یہ وہ ہوں گے): جن کے قول وعمل سے اللہ راضی ہو، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ ﴾ (کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے)۔

تیسرا قاعدہ (۱): نبی کریم ﷺ ایسے لوگوں کے کے درمیان مبعوث ہوئے جو مختلف طریقوں سے عبادت کرتے تھے، ان میں سے کچھ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اور کچھ انبیاء وصالحین کی، کچھ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور کچھ چاند و سورج کے سامنے سر جھکاتے تھے، آپ ﷺ نے ان لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا اور سبھوں سے قتال کیا، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَقَٰتِلُوهُمۡ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتۡنَةٞ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِۚ ﴾ (اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے، اور دین اللہ ہی کا ہو جائے)۔

اور سورج اور چاند کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمِنۡ ءَايَٰتِهِ ٱلَّيۡلُ وَٱلنَّهَارُ وَٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُۚ لَا تَسۡجُدُواْ لِلشَّمۡسِ وَلَا لِلۡقَمَرِ وَٱسۡجُدُواْۤ لِلَّهِ ٱلَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمۡ إِيَّاهُ تَعۡبُدُونَ ٣٧ ﴾ (اور دن رات اور سورج چاند بھی [اسی کی] نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ ہی چاند کو، بلکہ سجدہ اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو)۔

اور فرشتوں کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَلَا يَأۡمُرَكُمۡ أَن تَتَّخِذُواْ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ أَرۡبَابًاۗ ﴾ (اور یہ نہیں [ہو سکتا] کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے)۔

(۱) یہ قاعدہ ان لوگوں پر واضح رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بت پرستی ہی شرک ہے، جبکہ شرعی دلائل بت پرستی اور اس زمانہ میں موجود تمام معبودان باطلہ کو شامل ہیں، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان تمام کو بلا تفریق طواغیت میں شمار کیا ہے اور ان سے بلا استثنا قتال کیا تاکہ دین سارا کا سارا اللہ ہی کے لیے خالص ہو جائے۔

اور انبیا کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَـٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَـٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّـٰمُ ٱلْغُيُوبِ﴾ (اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو! عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں، مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھ کو اس کا علم ہو گا۔ تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔

اور صالحین کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ﴾ (جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے اور وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں)۔

درختوں اور مورتیوں کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿أَفَرَءَيْتُمُ ٱللَّـٰتَ وَٱلْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَوٰةَ ٱلثَّالِثَةَ ٱلْأُخْرَىٰٓ﴾ (کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ اور منات تیسرے گھٹیا کو)۔

اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: «ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حُنَین کے لیے نکلے اور ہم لوگ ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، اور مشرکین کے پاس بیری کا ایک درخت تھا جہاں وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور اپنے ہتھیاروں کو لٹکاتے تھے، جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، تو ہم اس درخت کے پاس سے گزرے، جسے دیکھ کر ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے ایک ذات انواط بنا دیں جیسا ان لوگوں کے لیے ذات انواط ہے» الحدیث۔

چوتھا قاعدہ: ہمارے دور کے مشرکین کا شرک نبی ﷺ کے زمانہ کے مشرکین کے شرک سے بڑھ کر ہے، کیونکہ پرانے زمانے کے مشرکین خوشحالی میں شرک کرتے تھے اور پریشانی کے عالم میں خالص اللہ کو پکارتے تھے، جبکہ ہمارے دور کے مشرکین پریشانی و مشکلات اور خوشحالی دونوں حالتوں میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾ (پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں)(۱)۔

وَ اللهُ أَعْلَمُ، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِـهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

(۱) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس قاعدہ میں ہمارے زمانے کے مشرکین کے شرک کی خطرناکی کو بیان کیا ہے، کہ ان کا شرک پرانے زمانے کے مشرکین کے شرک سے بڑھ کر ہے، کیونکہ پرانے زمانے کے مشرکین خوشحالی میں شرک کرتے تھے اور پریشانی کے عالم میں خالص اللہ کو پکارتے تھے، جبکہ ہمارے دور کے مشرکین پریشانی و مشکلات اور خوشحالی دونوں حالتوں میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، لہذا وہ کفار جن کی طرف نبی ﷺ مبعوث کیے گئے، جو کہ شرک میں کم تھے اس کے باوجود بھی اللہ نے ان کو کافر شمار کیا ہے، تو پھر ان سے جو شرک میں زیادہ ہیں وہ بدرجہ اولیٰ کافر ہیں۔

القواعد الأربع (چار قاعدے) دراصل مؤلف کی ایک دوسری کتاب "کشف الشبہات" کا خلاصہ ہے	مقدمہ، جو سعادت ونیک بختی پر مشتمل ہے	سعادت ونیک بختی	جو (اللہ کے فضل وکرم سے) نوازے جانے پر شکر بجالاتے ہیں	نعمت باعث آزمائش ہے، جس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: ﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (ہم بطریق امتحان تم سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں)۔	نعمتوں کا شکر ادا کرنا	جو توحید ربوبیت سے متعلق ہے	جنت صرف اللہ ہی سے طلب کی جائے گی کیونکہ وہی اس کا مالک ہے، اسی طرح رزق بھی صرف اللہ ہی سے طلب کی جائے گی، لہذا صرف اللہ ہی سے تعلق رکھے نہ کہ غیر اللہ سے۔
						جو توحید الوہیت سے متعلق ہے	دل سے شکر ادا کرنا: اس بات کا اقرار واعتراف کرنا کہ جو بھی نعمتیں حاصل ہیں وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں، نہ کہ غیر اللہ کی طرف سے۔
							زبان سے شکر ادا کرنا: ﴿هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ﴾ (یہی میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری)
							اعضاء وجوارح سے شکر ادا کرنا: وہ اس طرح کہ نعمتوں کو مُنعم (اللہ) کا شکر ادا کرتے ہوئے صرف کرنا، اور ہر نعمت کا شکر اس کے مناسب انداز سے ادا کیا جاتا ہے، مثلاً نعمتِ مال کا شکر یہ ہے کہ اس کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کیا جائے، تو علم کا شکر یہ ہے کہ سوال کرنے والے کا جواب دیا جائے خواہ لسان حال سے ہو یا لسان قال سے۔
			جو آزمائش میں ڈالے جانے پر صبر کرتے ہیں	مصیبت وپریشانی کے وقت لوگوں کے حالات:			ناراض ہونے والے: مصیبت کے وقت ناراض ہونا کبیرہ گناہ ہے، بلکہ کبھی کبھی شرک اصغر تک پہونچ جاتا ہے اور ناراضگی کا اظہار دل، زبان اور اعضاء وجوارح سے ہوتا ہے۔
							صبر کرنے والے: مصیبت وپریشانی کے وقت صبر کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ دل وزبان اور اعضاء جوارح سے صبر کرے، اور یہ اسم با مسمی ہے کہ اس کا چکھنا تو بڑا کڑوا ہے لیکن

			انجام شہد سے بھی میٹھا ہے۔
			راضی رہنے والے: مصیبتوں پر راضی ہونا مستحب ہے، اور اپنے رب سے کلی طور پر راضی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان یہ یقین رکھے کہ جو بھی مصیبتیں آئی ہیں وہ اللہ ہی کی طرف سے ہیں، اور اللہ نے بندے کے لیے جو مقدر کیا ہے وہی اس کے لیے بہتر ہے۔
			شکر ادا کرنے والے: مصیبتوں پر شکر سب سے اعلی و محبوب درجہ ہے، اور شکر گزار اللہ کے سب سے زیادہ محبوب بندوں میں سے ہے۔
			اور گناہ سرزد ہونے پر استغفار کرتے ہیں
		ہمارے لیے توحید کا پڑھنا اور شرک کی سنگینی کو جاننا کیوں ضروری ہے؟	حنیفیت: ملت ابراہیم علیہ السلام یہ ہے کہ، اللہ نے ہمیں صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اور عبادت کو اس وقت تک عبادت نہیں کہا جا سکتا جب تک کہ اس میں توحید نہ ہو، اور عبادت میں جب شرک کی ملاوٹ ہو جائے تو وہ اسے فاسد اور برباد کر دیتا ہے، وہیں ایسا کرنے والا دائمی جہنمی بن جاتا ہے، اسی وجہ سے اس کی معرفت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔
	القواعد الأربع (چار قاعدے)		پہلا قاعدہ: کہ وہ کفار جن سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن توحید الوہیت کا اقرار نہیں کرتے تھے، اور ان کا یہ عمل انہیں اسلام میں داخل نہیں کر سکا۔
			دوسرا قاعدہ: کہ کفار و مشرکین کی بتوں کی عبادت کا مقصد صرف شفاعت اور تقرب الٰہی کا حصول تھا۔
			نبی کریم ﷺ ایسے لوگوں کے کے مابین مبعوث ہوئے تھے جو مختلف طریقوں سے عبادت کرتے تھے، اس کے باوجود نبی ﷺ نے ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی۔
			چوتھا قاعدہ: ہمارے دور کے مشرکین پرانے زمانوں کے مشرکین سے بڑھ کر ہیں۔

القواعد الأربع (چار قاعدے) سے امتحان

نام	کتاب التوحید سے حفظ کی مقدار ....
کیا آپ نے القواعد الأربع (چار قاعدے) یاد کرلیا ہے	

کرنے کے کام	قرآن وسنت سے اس کی دلیل
نعمت باعث آزمائش ہے	
کفار توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے	
قربت کی دلیل	
ناجائز شفاعت	
سورج اور چاند کی عبادت نہ کرنے کی دلیل	
فرشتوں کی عبادت نہ کرنے کی دلیل	
انبیا کی عبادت نہ کرنے کی دلیل	
صالحین کی عبادت نہ کرنے کی دلیل	
درختوں اور مورتیوں کی عبادت نہ کرنے کی دلیل	
(پرانے زمانے کے) مشرکین خوشحالی میں شرک کرتے تھے اور پریشانی کے عالم میں خالص اللہ کو پکارتے تھے	
شرک کی دلیل	

مندرجہ ذیل جملوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں لکھیں:

توحید کو جاننا ہمارے لئے کیوں ضروری ہے؟	۱- ۲- ۳- ۴- ۵- ٦- ۷- ۸- ۹-
ہم القواعد الأربع (چار قاعدے) کیوں پڑھیں؟	۱- ۲- ۳- ۴-
القواعد الأربع کی قسمیں ہیں	۱- ۲- ۳-
القواعد الأربع کس کتاب کا خلاصہ ہے	
کتاب "کشف الشبہات" کو ہم کیوں پڑھیں؟	
سعادت و نیک بختی	۱- ۲- ۳-
حنیفیت کا مطلب ہے	
القواعد الأربع پڑھنے کا فائدہ	
اللہ کے ولی	شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
اس کی دلیل	اس لیے کہ:
نعمت کا شکر کیسے ادا ہوتا ہے مع مثال لکھیں	۱-
	۲-
	۳-
حصول نعمت سے پہلے اللہ سے تعلق رکھنا	

مصیبت و پریشانی کے وقت لوگوں کے حالات مع حکم، قلمبند کریں	۱ – اس کا حکم اور یہ ان چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے:
	۲- اس کا حکم اور یہ ان چیزوں کے ذریعہ ہوتا ہے:
	۳- ۴-
لفظ شفاعت	**لغت میں:**
	شریعت میں:
شفاعت کی قسمیں:	۱ – ۲-
ثابت شدہ شفاعت کی شرطیں:	۱ – ۲- ۳-
ثابت شدہ شفاعت کی قسمیں:	
۱- اور اس کی ذیلی قسمیں یہ ہیں: اور اور	
۲- اور اس کی ذیلی قسمیں یہ ہیں: اور اور	
پہلا قاعدہ	
دوسرا قاعدہ	
تیسرا قاعدہ	
چوتھا قاعدہ	
ایسا عمل جس میں شرک کی ملاوٹ ہو، اس کا حکم	اس کی دلیل

القواعد الأربع (چار قاعدے)

١	مقدمہ (سعادت ونیک بختی)	٦٣ – ٦٦
٢	پہلا قاعدہ	٦٧
٣	دوسرا قاعدہ	٦٨ – ٦٩
٤	تیسرا قاعدہ	٧٠ – ٧١
٥	چوتھا قاعدہ	٧٢
٦	ضمیمہ (متن کی شرح بالاختصار جدول [ٹیبل] کی شکل میں)	٧٣ – ٧٤
٧	القواعد الأربع (چار قاعدے) کا امتحان	٧٥ – ٧٧
٨	فہرست	٧٨

شرح متن

نواقض الإسلام

نواقض الإسلام بلا شرح

لإمام الدَّعوة شيخ الإسلام

محمَّد بن عبد الوهَّاب بن سليمان التَّميميِّ

رحمه الله وأسكنه فسيح جنَّاته

اعتنى به فضيلة الشَّيخ

هيثم بن محمَّد جميل سرحان

المدرِّس بمعهد الحرم بالمسجد النَّبويِّ -سابقًا-

والمشرف على موقع التَّأصيل العلميِّ

http://attasseel-alelmi.com

غفر الله له ولوالديه ولمن أعانه على إخراج هذا الكتاب

الطَّبعة الأولى

جميع الحقوق محفوظةٌ

إلَّا من أراد طبعه أو ترجمته لتوزيعه مجَّانًا بعد مراجعة المؤلِّف

الرَّجاء التَّواصل على:

islamtorrent@gmail.com

rmahfuzrahman@gmail.com

متن نواقضِ اسلام

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ نواقضِ اسلام (وہ امور جن کے ارتکاب سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے) دس ہیں:

پہلا: اللہ تعالی کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے)، اور دوسری جگہ فرمایا: ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ (یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا)، اور غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا بھی خواہ جنات کے لیے ہو یا اہل قبر کے لیے، شرک اکبر ہے۔

دوسرا: جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان غیر اللہ کو واسطہ، وسیلہ اور سفارشی بنایا اور اس پر توکل کیا، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

تیسرا: جو مشرکوں کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے وہ بھی کافر ہے۔

چوتھا: جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طریقے سے غیروں کا طریقہ زیادہ بہتر ہے یا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فیصلوں سے بہتر فیصلہ دوسروں کا ہے۔ مثال کے طور پر طواغیت کے فیصلوں کو آپ کے فیصلوں پر ترجیح دے۔ تو وہ بھی کافر ہے۔

پانچواں: جو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھے تو وہ کافر ہے گرچہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

چھٹا: جو نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ دین یا اللہ کے عذاب وعقاب کا مذاق اڑائے، وہ کافر ہے، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ﴾ (کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے)۔

ساتواں: جادو کرنا، چاہے دلوں کو پھیرنا (بغض وعداوت) ہو یا میلان (الفت ومحبت) پیدا کرنا، یا اس عمل سے راضی ہونا، یہ بھی کفر ہے، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک زمائش ہیں، تو کفر نہ کر۔

آٹھواں: مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد اور ان سے دوستی کرنا، جس کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ (تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز راہ راست نہیں دکھاتا)۔

نواں: جو یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کے لیے محمد ﷺ کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے، جیسا کہ خضر علیہ السلام کے لیے موسی علیہ السلام کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں تھی، تو وہ بھی کافر ہے۔

دسواں: اللہ ﷻ کے دین سے اعراض وانحراف کرنا، نہ اس کا علم حاصل کرنا اور نہ ہی اس پر عمل کرنا، جس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾ (اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا، (یقین مانو) کہ ہم بھی گنہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں)۔

مذکورہ نواقض کا مرتکب اسلام سے خارج مانا جائے گا خواہ اس کا ارتکاب مذاق میں کرے یا سنجیدگی کے ساتھ یا ڈر کے، سوائے اس شخص کے جس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا ہو، اور یہ سارے کے سارے (نواقض) بڑے سنگین اور کثرت سے وقوع پذیر ہیں، لہذا مسلمانوں کو ان سے بچنا اور محتاط رہنا نہایت ضروری ہے، ہم اللہ ﷻ کے غضب اور اس کے دردناک عذاب اور اسباب عذاب سے پناہ چاہتے ہیں، وَصَلَّى اللهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

شرح

مقدمہ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نواقض اسلام دس (۱۰) ہیں:

علماء کرام اپنی تالیفات کی ابتدا بسم اللہ سے کیوں کرتے ہیں؟

- قرآن کریم، انبیاء عظام اور رسل علیہم السلام کی پیروی کرتے ہوئے۔
- حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم: «ہر وہ اہم کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص ہے»؛ پر عمل کرتے ہوئے، (حدیث ضعیف ہے)۔
- علماء سلف رحمھم اللہ کی اقتدا کرتے ہوئے۔
- اللہ کے نام سے شروع کرنے میں جو برکت ہے، اس کو حاصل کرتے ہوئے۔

جب کتاب وسنت میں عدد کا ذکر کیا جائے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ:

- جب کتاب وسنت میں اس عدد کے علاوہ اور دیگر اعداد کا ذکر موجود نہ ہو، تو وہی عدد مقصود ہے، یعنی اس عدد پر کچھ بھی زیادہ نہیں کیا جاسکتا ہو، جیسے حدیث جبریل علیہ السلام میں ارکانِ اسلام وایمان کا ذکر۔
- جب کتاب وسنت میں اس عدد کے علاوہ اور دیگر اعداد کا ذکر موجود ہو، تو وہی عدد مقصود نہیں ہے، بلکہ وارد شدہ عدد پر زیادہ کیا جائے گا، جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان «خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ... **پانچ چیزیں فطرت (اسلام) میں سے ہیں**»، اور یہ فرمان: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ... **سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو**»۔

کبھی کبھی عدد کو ذکر کیوں کیا جاتا ہے جب کہ وہ مقصود نہیں ہوتا ہے؟

اس لیے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے حسن تعلیم میں سے ہے، تاکہ سامعین مجلس میں ذکر کردہ اشیا کو یاد کرسکیں، اور مدتوں بعد بھی ان مسائل کو یاد رکھ سکیں، جیسے نبی ﷺ کا فرمان: «ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ: مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ... قسم کھاکر میں تین چیزوں کو بیان کرتا ہوں لہذا انہیں تم یاد کر لو: صدقہ سے کسی بندے کا مال کم نہیں ہوتا ہے»، اور مؤلف رحمہ اللہ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

نواقض اسلام کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

تاکہ ہم ان سے بچ سکیں، اور ان کا ارتکاب نہ کریں، لہذا ان کے جاننے میں بہت سارے فائدے ہیں، بلکہ یہ سب سے بہترین فائدہ ہے، جیسے ہم نواقض وضو اور نماز کو باطل کرنے والی چیزوں کا علم حاصل کرتے ہیں تاکہ ہمارا وضو اور نماز باطل نہ ہوں، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: «كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي»، (لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر اور بھلائی کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شر اور برائی کے میں پوچھتا تھا کہ کہیں وہ مجھ سے سرزد نہ ہو جائے)۔

نواقض اسلام کیا ہیں؟

یہ مفسدات اسلام ہیں، جن کے ارتکاب سے انسان اسلام سے نکل کر کفر اکبر میں داخل ہو جاتا ہے، اور اسلام یہ ہے کہ: (اللہ تعالی کو ایک معبود مانتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے احکام کو بجالانا، اور شرک و اہل شرک سے براءت کا اظہار کرنا۔

اس کا معنی یہ ہے: کہ اس کے ارتکاب سے انسان اسلام سے نکل کر کفر اکبر میں داخل ہو جاتا ہے، اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

علماء کرام ان کو کبھی نواقض اسلام یا کبھی مفسدات اسلام یا کبھی مبطلات اسلام سے کیوں تعبیر کرتے ہیں؟

یہ صرف مختلف تعبیرات ہیں تاکہ طالب علم ایک ہی طرح کی تعبیر سے اکتاہٹ کا شکار نہ ہو ورنہ معنی ایک ہے، جیسے کبھی: نواقض اسلام اور نواقض وضو سے تعبیر کیا جاتا ہے، تو کبھی مبطلات نماز سے، تو کبھی مفسدات روزہ سے۔

کیا یہ نواقض اسلام علما کے مابین متفق علیہ ہیں؟

ہاں۔

کیا اس کی تعداد صرف اتنی ہی ہے؟

نہیں۔

تو پھر یہاں، دس ہی کا ذکر کیوں ہے؟

کیونکہ یہ سنگین ہیں، اور انہیں یاد کرنا آسان ہے۔

نواقض اسلام کا اجمالی ذکر

قولی، جیسے اللہ ﷻ یا اس کے رسول ﷺ یا دین اسلام کو گالی دینا	**فعلی،** جیسے جادو کرنا	**اعتقادی،** جیسے غیر اللہ سے کسی نفع ونقصان کا اعتقاد رکھنا	**کفر میں شک،** ان یہود ونصاری کے کفر میں شک کرنا جنہیں نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچی ہو اور ایمان نہ لائے ہوں

کیا نبی ﷺ نے ان دس نواقض کو ذکر کیا ہے؟ اس کی کیا دلیل ہے؟

ہاں، ان نواقض کو نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے، بلکہ ان نواقض میں سے ہر ایک پر کتاب وسنت کی دلیل موجود ہے، جیسے اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْأَيَٰتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ ٱلْمُجْرِمِينَ﴾ (اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جائے)۔

جس نے ان نواقض کا ارتکاب کیا تو کیا ہر کوئی اس کو کافر کہہ سکتا ہے؟

ہر گز نہیں، بلکہ کسی فرد معین کو کافر کہنے کے لیے شرعی عدالتیں اور علماء ربانیین کی طرف رجوع کرنا نہایت ضروری ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: «أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ؛ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، **جس کسی نے بھی اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا، تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کفر لوٹ جاتا ہے**».

نواقض اسلام سے متعلق کسی اور نے تالیف کی ہے؟

جس نے بھی علم فقہ میں تالیف کی ہے انہوں نے "حکم المرتد" کے باب میں ان نواقض کا ذکر کیا ہے، لیکن مؤلف رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس تعلق سے ایک مستقل کتابچہ لکھا ہے۔

کیا ان نواقض اسلام میں فعل اور فاعل کے درمیان فرق کیا جائے گا؟

ہاں یقینی طور پر؛ کیونکہ ہر کفریہ عمل کرنے والے پر کفر کا فتوی نہیں لگتا، بلکہ فرد معین پر کفر کا فتوی لگانے سے پہلے، حجت کا قیام اور شبہات کا ازالہ ضروری ہے، اور مؤلف رحمہ اللہ کا مقصد فرد معین کی تکفیر نہیں ہے، بلکہ اصل مقصد ان نواقض سے ڈرانا اور متنبہ کرنا ہے، اور یہ امت کے تئیں ان کے جذبۂ خیر خواہی کو ظاہر کرتا ہے۔

ان نواقض کے جاننے والے پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے؟

ضروری ہے کہ خود بھی ڈرے اور اپنے نفس کے تئیں محتاط رہے، اور دوسروں کو بھی ڈرائے، لیکن فرد معین پر حکم لگانے سے پہلے علماء کبار اور شرعی عدالتوں کا رخ کرنا ضروری ہے۔

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾﴾ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں ۔ پھر اگر روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے)۔

پہلا ناقض

پہلا: اللہ تعالی کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے)، اور دوسری جگہ فرمایا: ﴿إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٖ﴾ (یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا)، اور غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا بھی خواہ جنات کے لیے ہو یا اہل قبر کے لیے، شرک اکبر ہے۔

شرک کی قسمیں:

اکبر:	اصغر:
(اور یہی مؤلف رحمہ اللہ علیہ کا مقصود ہے) جس کا مطلب ہے کہ: یہ اعتقاد رکھے کہ غیر اللہ کو کائنات میں تصرف کا حق ہے یا وہ نفع و نقصان کا مالک ہے۔	جس کا مطلب ہے کہ: ایسی چیز کو سبب بنائے جس کو اللہ نے سبب نہیں بنایا ہے، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو شرک اکبر تک پہنچنے کا ذریعہ ہو، وہ شرک اصغر ہے۔
- دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ - سارے اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ - جان و مال کو حلال کر دیتا ہے، بشرطیکہ اس کی تنفیذ مسلم حکمراں کی جانب سے ہو۔ - دائمی طور پر جہنم میں رہنے کا باعث ہے۔ - اس عمل کو شریعت میں شرک اکبر شمار کیا گیا ہو۔ - نصوص شرعیہ میں لفظ "شرک" اور "کفر" معرف بہ (ال) ہو۔	- دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے۔ - سارے اعمال کو برباد نہیں کرتا ہے۔ - جان ومال کو حلال نہیں کرتا ہے۔ - دائمی طور پر جہنم میں رہنے کا باعث نہیں بنتا ہے۔ - اس عمل کو شریعت میں شرک اصغر شمار کیا گیا ہو۔ - نصوص شرعیہ میں لفظ "شرک" اور "کفر" سے تعبیر کیا گیا ہو اور معرف بہ (ال) نہ ہو۔

کیا شرک اکبر معاف ہو جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ شرک اکبر کی حالت میں وفات پاجانے والے کو معاف نہیں کرتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا)، لیکن موت سے پہلے اگر توبہ نصیب ہو جائے تو یہ شرک معاف ہو جاتا ہے؛ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ قُلْ يَـٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴾ ([میری جانب سے] کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، یقینا اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے)، اور توبہ اس وقت تک ہی مقبول ہے، جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو؛ فرمان نبوی ہے: «لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا» (ہجرت اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کہ توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا، اور توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہو سکتا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا)، یا جان کنی کی حالت نہ ہو، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿ وَلَيْسَتِ ٱلتَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ حَتَّىٰٓ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ ٱلْمَوْتُ قَالَ إِنِّى تُبْتُ ٱلْـَٔـٰنَ ﴾ (ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دے کہ میں نے اب توبہ کی)۔

محرمات کی قسمیں:

شرک اکبر:
یہ محرمات میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

شرک اصغر:
یہ شرک اکبر سے چھوٹا اور گناہ کبیرہ سے بڑا ہے۔

گناہ کبیرہ:
ہر وہ گناہ جس کے کرنے پر خاص وعید متعین ہو، جیسے کہ اس کے کرنے والے پر لعنت بھیجی گئی ہو، یا اس سے براءت کا اظہار کیا گیا ہو، یا اسے کافروں اور مشرکوں میں شمار کیا گیا ہو، یا یہ کہا گیا ہو کہ وہ مسلمانوں میں سے نہیں، یا اسے قبیح جانوروں سے مشابہت دی گئی ہو۔

گناہ صغیرہ:
ہر وہ گناہ جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہو اور اس پر کوئی خاص وعید متعین نہ ہو۔

تعداد:
کبیرہ گناہ کا کوئی عدد متعین نہیں ہے بلکہ اس کے عدد کی تعیین اس ضابطے کے مطابق کریں گے جس کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔

کبیرہ گناہ کے مرتکب کا حکم:
- وہ مومن ہے لیکن اس کبیرہ گناہ کے ارتکاب کیوجہ سے ناقص الایمان ہے یا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے مومن اور کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہے۔
- بقدر ایمان اس سے محبت کی جائے گی اور بقدر گناہ کبیرہ جو اس میں موجود ہے اس سے بغض رکھا جائے گا۔
- بوقت گناہ کبیرہ اس کے ساتھ تعلق رکھنا درست نہیں ہے۔

مراتب:
اس کے مراتب متفاوت ہیں، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «أکبر الکبائر» (گناہ کبیرہ میں سب سے بڑے گناہ)۔

حکم:
کبیرہ گناہ کے مرتکبین کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: «النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا...» (نوحہ کرنے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے)، اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: «... إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ...» (بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے)۔

ذبح کی قسمیں:

اللہ کے لئے ذبح کرنا:
جیسے حج، عید الاضحیٰ اور دیگر صدقہ وخیرات کے لیے جانور کو ذبح کرنا۔

غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا اس کی محبت وتعظیم کرتے ہوئے
(اور یہی مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود ہے)
جیسے جنات، اور قبر والوں کے لئے ذبح کرنا، یہ شرک اکبر ہے۔

ایسا ذبح جو جائز ہو:
یعنی جو خود کے کھانے، یا مہمان نوازی کرنے یا تجارت کی غرض سے ہو۔

دوسرا ناقض

جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان غیر اللہ کو واسطہ، وسیلہ اور سفارشی بنایا اور ان پر توکل کیا، تو وہ بالا جماع کافر ہے۔

شفاعت کی قسمیں:

ان چیزوں میں شفاعت کرنا جن پر مخلوق قادر ہو:

اس کی یہ چار شرطیں ہے:

۱- حاضر ہونا۔

۲- زندہ ہونا۔

۳- قادر ہونا۔

۴- سبب ماننا۔

جس پر صرف اللہ ﷻ ہی قادر ہو

جائز شفاعت:

جو صرف اللہ سے طلب کی جائے اور اس کی یہ شرطیں ہیں:

(۱) شفاعت کے لیے اللہ کی اجازت۔

(۲) شفاعت کرنے والے

(۳) اور جس کی شفاعت کی جا رہی ہے دونوں سے اللہ کا راضی ہونا۔

ناجائز شفاعت:

(یہی شیخ رحمہ اللہ علیہ کا مقصود ہے)

وہ ہے جس کو قرآن نے ناجائز قرار دیا ہے جیسے کہ غیر اللہ سے ایسی چیزوں میں شفاعت طلب کرنا، جن پر صرف اللہ ہی قادر ہے۔

اس کا حکم: یہ شرک اکبر ہے۔

نبی ﷺ کے لیے خاص شفاعت:

۱- شفاعت عظمیٰ۔

۲- آپ ﷺ کی اپنے چچا ابو طالب کے لیے عذاب ہلکا کرنے کی شفاعت۔

۳- جنت کا دروازہ کھولنے کی شفاعت۔

عام شفاعت جو تمام انبیاء و رسل، فرشتوں، موحدین اور نابالغ بچوں کے لیے ہوگی:

۱- موحدین کے حق میں رفع درجات کی شفاعت۔

۲- موحدین میں سے مستحقین عذاب کے لیے جہنم میں داخل نہ کرنے کی شفاعت۔

۳- جہنم میں داخل ہو چکے موحدین کو جہنم سے باہر نکالنے کی شفاعت۔

کیا کسی کا اپنے مسلمان بھائی سے: ادع الله لي (میرے لیے دعا کر دیجئے) کہنا درست ہے؟

اگر یہ طلب حاجت روائی اور عاجزی کے قبیل سے ہو تو شرک اصغر ہے، اور اگر دعا کے قبیل سے ہو تو درست ہے بشرطیکہ سبب سمجھتے ہوئے، حاضر، زندہ اور قادر شخص سے طلب کیا جائے، لیکن ایسا نہ کرنا اولیٰ ہے۔

توکل:

اللہ پر بھروسہ اور جائز اسباب اختیار کرتے ہوئے اسی پر خالص اعتماد کرنا۔

شرک اکبر ہے:

اگر غیر اللہ کے لیے انجام دیا جائے

(اور یہی مؤلف کا مقصود ہے)

اور اسی میں وہ توکل بھی ہے جو بطور عبادت اور خضوع انجام دیا جائے۔ اور جس پر توکل کیا جارہا ہو اس پر کلی اعتماد و بھروسہ کرنا۔ یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ وہی نفع و نقصان کا مالک ہے، جیسے مردوں پر بھروسہ کرنا۔

شرک اصغر ہے:

اگر حاجت روائی کی غرض سے کسی زندہ پر بھروسہ کیا جائے، جیسے روزی طلب کرنے میں کسی زندہ پر سبب سے بڑھ کر بھروسہ کرنا۔

جائز ہے:

اگر حاجت روائی اور عاجزی اختیار کیے بغیر سپرد کردہ کام میں کسی زندہ پر بھروسہ کرنا، جیسے کسی شخص کو خرید وفروخت کا وکیل بنانا۔

کیا یہ کہنا کہ: (میں نے فلاں پر توکل کیا) یا (میں نے اللہ پر پھر فلاں پر توکل کیا) درست ہے؟ یا پھر کیا صحیح ہے؟

ایسا کہنا کہ (میں نے فلاں پر توکل کیا) یا (میں نے اللہ پر پھر فلاں پر توکل کیا) درست نہیں ہے، کیونکہ یہ قلبی عمل ہے جو غیر اللہ کے لیے انجام نہیں دیا جا سکتا، بلکہ ایسا کہیں: (میں نے فلاں کو اپنا وکیل بنایا یعنی اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا، اور نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کو اپنے عام اور خاص امور کا وکیل بنایا ہے اور اپنا معاملہ ان کے سپرد کیا ہے۔

تیسرا ناقض

جو مشرکوں کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دے وہ بھی کافر ہے۔

اسلام میں مشرکوں کا حکم:

ہر وہ مشرک، جس کو نبی کریم ﷺ کی دعوت پہنچی اور اس پر ایمان نہ لایا ہو تو وہ کافر ہے، کیونکہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴾ (جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا)۔

کیا اہل کتاب کو مشرک گردانا جائے گا؟

ہاں، وہ اہل کتاب جو نبی کریم ﷺ پر ایمان نہیں لائے، وہ مشرک شمار کیے جائیں گے، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿ قَٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَلَا بِٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ ٱلْحَقِّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ حَتَّىٰ يُعْطُوا۟ ٱلْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَٰغِرُونَ ﴾، (ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں)۔ اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اس امت میں سے جس کسی نے بھی میرے بارے میں سنا، خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر وہ میری رسالت پر ایمان لائے بغیر وفات پا گیا، تو وہ جہنمیوں میں سے ہے»۔

تو پھر کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ عہد شکنی کی جائے؟

کسی کے ساتھ عہد و پیمان ہو، تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے، تاکہ ہم اللہ کی محبت کو پا سکیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَا ٱسْتَقَٰمُوا۟ لَكُمْ فَٱسْتَقِيمُوا۟ لَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ ﴾ (جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے)، مشرکوں کے ساتھ طریقہ تعامل میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

ایک تو وہ لوگ جو کافروں کی عید، محفل اور ان کے دینی شعار و مناسبات میں شرکت کرتے ہیں۔	دوسرے وہ لوگ جو ان پر، قتل، لوٹ مار، دھوکا دھڑی اور مار پیٹ کے ذریعہ ظلم کرتے ہیں۔	جبکہ ان دونوں میں معتدل وہ لوگ ہیں جو اہل سنت والجماعت کے طریقہ پر ہیں، لہٰذا وہ لوگ کافروں کی عید، محفل میں نہ تو شرکت کرتے ہیں، نہ ہی عہد شکنی اور ظلم کرتے ہیں، بلکہ ان کے ساتھ دنیاوی معاملات اور خرید و فروخت میں حسن تعامل سے پیش آتے ہیں اور ان کو توحید کی دعوت دیتے ہیں۔

چوتھا ناقض

جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کے طریقے سے غیروں کا طریقہ زیادہ بہتر ہے یا آپ ﷺ کے فیصلوں سے بہتر فیصلہ دوسروں کا ہے-مثال کے طور پر طواغیت کے فیصلوں کو آپ کے فیصلوں پر ترجیح دے-تو وہ بھی کافر ہے۔

اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے کی قسمیں:

طاغوت اور دنیاوی قوانین کو اللہ کے حکم پر مقدم کرے، یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ اللہ کا حکم غیر مناسب ہے، تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ ٱتَّخَذُوٓاْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ﴾ (ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا ہے)۔

یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے حکم کی تطبیق ضروری ہے اور وہی دنیا اور اہل دنیا کے لیے زیادہ مناسب ہے، لیکن طواغیت کے حکم کو خواہش نفس کی پیروی یا جاہ ومنصب کی محبت میں مقدم کرے تو یہ کفر دون کفر ہے، یعنی کفر اصغر اور فسق ہے، اور اگر اس حکم سے کسی مسلمان شخص کا حق دبالیا تو وہ ظالم ہے اور قریب ہے کہ وہ کفر اکبر میں داخل ہو جائے اور دائرہ اسلام سے خارج۔

پانچواں ناقض

جو نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے بغض رکھے تو وہ کافر ہے گرچہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

اس ناقض کے دلائل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴾ (یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کر دیئے)، اور یہ فرمان: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ (سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں)، اور یہ فرمان: ﴿فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ (سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے)۔

اللہ ہی کی خاطر محبت کرنا اور بغض رکھنا:

اللہ ہی کی خاطر محبت کرنا اور بغض رکھنا دین کے واجبات میں سے ہے، بلکہ ایمان کی مضبوط رسیوں میں سے ہے۔

اللہ کی خاطر کن امور سے محبت کرنا واجب ہے؟

عمل سے: جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور بطور شریعت نازل کیا ہے، جیسے توحید۔	**عمل کرنے والوں سے:** جیسے انبیا، رُسُل، فرشتے، صحابہ کرام اور اہل توحید۔	**زمانوں سے:** جنہیں اللہ پسند کرتا ہے، جیسے شب قدر اور رات کا تیسرا پہر۔	**جگہوں سے:** جنہیں اللہ ﷻ پسند کرتا ہے، جیسے مکہ و مدینہ۔

اللہ کی خاطر کن امور سے بغض رکھنا واجب ہے؟

عمل سے: جسے اللہ ناپسند کرتا ہے اور کرنے سے منع فرمایا ہے، جیسے شرک۔	**عمل کرنے والوں سے:** جیسے مشرکین، منافقین اور شیاطین۔	**زمانوں سے:** جنہیں اللہ ناپسند کرتا ہے، جیسے ہر وہ زمانہ جس میں غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے، مثلاً: سورج کی پرستش کا وقت۔	**جگہوں سے:** جنہیں اللہ ﷻ ناپسند کرتا ہے، جیسے شرک کی جگہیں۔

کیا عورت کا تعدد ازدواج کو ناپسند کرنا کفر ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ عورت حکم شرعی کا انکار تو نہیں کرتی ہے، لیکن اپنے شوہر کے لیے تعدد ازدواج (ایک سے زیادہ شادی کرنا) کو ناپسند کرتی ہے، لہذا یہ امر باعث ملامت نہیں ہے۔

چھٹا ناقض

جو نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ دین یا اللہ کے عذاب وعقاب کا مذاق اڑائے، وہ کافر ہے، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ أَبِٱللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ﴾ (کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے)۔

استہزا کرنے والا:

اس کا معنی اور حکم:

استہزا کرنا یعنی مذاق اڑانا۔ استہزا کرنے والا اور گالی دینے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور دائمی جہنمی ہے، والعیاذ باللہ (اللہ ہمیں اس سے بچائے)

مگر وہ جو گالیاں سن رہا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کا انکار کرے یا مجلس سے نکل جائے، ورنہ بلا انکار، سننے، دیکھنے اور بیان کرنے والے سب کافر ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلْكِتَٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا۟ مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا۟ فِى حَدِيثٍ غَيْرِهِۦٓ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو)۔

توبہ قبول ہونے کے شرائط:

- اللہ کی ایسی تعریف کرے، جو اس کے شایان شان ہو۔
- بطور استہزا کہی گئی بات سے، براءت کا اظہار کرے۔
- توبہ کا اثر اور اس کی سچائی اس پر ظاہر ہو۔

لیکن شاتم رسول ﷺ اپنے توبہ میں سچا ہو، تو اللہ کے نزدیک قابل قبول ہے، لیکن اس فعل کی سزا قتل ہے، جسے بادشاہ وقت ہی انجام دے سکتا ہے، فرد واحد نہیں۔

کیا ایسی گفتگو جس میں گالی کا شبہ ہو کفر ہے؟

اس کو نصیحت کی جائے گی، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کا معاملہ علماء کبار اور شرعی عدالتوں کے سپرد کردیا جائے گا۔

ساتواں ناقض

جادو کرنا، چاہے دلوں کو پھیرنے کے لیے ہو یا جوڑنے کے لیے ہو، یا اس عمل سے راضی ہونا، یہ بھی کفر ہے، جس کی دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر)۔

جادو کرنا

اس کا حکم:

جادو کرنا کفر اکبر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾، (وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر)۔

جادو گر کی نشانیاں:

- شرعی جھاڑ پھونک کے شرائط کی مخالفت کرنا۔
- نامکمل حروف اور غیر مفہوم جملے لکھنا۔
- ستاروں کی چال (علم التاثیر)، ہتھیلی کی لکیریں اور پیالی پڑھ کر قسمت کا حال بتلانا۔
- گرہ لگا کر ان میں پھونک مارنا۔
- دلوں کو پھیرنے کے لیے ہو یا جوڑنے کے لیے عمل کرنا۔
- مریض کو شریعت کے خلاف کام کرنے کا حکم دینا، جیسے حرام کاموں کا ارتکاب کروانا یا نماز ترک کروانا یا بغیر بسم اللہ کے جانور ذبح کروانا۔
- ماں کا نام معلوم کرنا۔
- علم غیب کا دعوی کرنا۔

جادو گر کے پاس جانا اور اس کا حکم:

جادو گر کے پاس جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھے یا کسی شخص کو اس کے پاس بھیجے یا اس سے مراسلہ کرے، یا ایسے چینل، ویب سائٹ کو دیکھے اور میگزین کو پڑھے جس میں برجوں کی معلومات ہوں یا جادو گری کا علم ہو، یا ہتھیلی کی لکیریں اور پیالی پڑھ کر قسمت کا حال بتلانا۔

جادو گر کے پاس جانے کا حکم یہ ہے کہ اس کی چالیس دن کی نمازیں مقبول نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے، لیکن جو شخص اس کی باتوں کو سچ مانے اس کے سلسلے میں نبی ﷺ فرماتے ہیں: «**جو شخص کسی نجومی کے پاس آئے اور اس کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا**»، لیکن اس وعید میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جو انکار کی نیت سے جائے اور وہ اس کی اہلیت رکھتا ہو۔

نشرہ:

جادو کا علاج کرنا، اور اس کی دو قسمیں ہیں:

جائز طریقہ:

شرعی جھاڑ پھونک، جائز ادویہ اور ماثور ادعیہ کے ذریعہ علاج کرنا۔

ناجائز طریقہ:

جادو کے ذریعہ علاج کرنا، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: «إِنَّهَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ» (یہ شیطانی عمل ہے)۔

جادو کا علاج جادو سے کرنے کو جائز کہنے والوں پر رد:

١. جادو کا علاج جادو سے کرنا، قرآن وسنت، صحابہ کرام اور سلف صالحین کے طریقہ کے خلاف ہے۔
٢. اس میں قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ کے ذریعہ علاج کرنے کی اہمیت کو کم کرنا ہے۔
٣. اس میں جادو اور جادو گروں کی ہمت افزائی ہے اور انہیں لوگوں کی نگاہوں میں معزز بنانا ہے۔
٤. اس میں قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ کے یقینی علاج سے، جادو جیسے ظنی اور باطل علاج کرنے کی طرف پھیرنا ہے۔
٥. جادو کا علاج جادو سے کرنے میں ضروری ہے کہ جادو گر اور مریض دونوں شیطان کا تقرب اس کی من پسند چیزوں کے ذریعہ اختیار کریں جو وہ چاہتا ہے، تاکہ مریض سے جادو کے اثر کو زائل کردے۔
٦. مسحور (جادو کا مریض) اگر صبر کرے تو اس کے لیے جنت ہے، جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔
٧. جادو کا علاج جادو سے کرنے میں، مسحور کے اوپر جادو کا مزید اضافہ کرنا ہے۔
٨. نبی ﷺ کے اوپر بھی جادو کیا گیا تھا، لیکن آپ نے اس کا علاج جادو سے نہ کرکے رقیہ شرعیہ کے ذریعہ کیا۔

آٹھواں ناقض

مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد کرنا اور ان سے دوستی رکھنا، جس کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے:
﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ (تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز راہ راست نہیں دکھاتا)۔

مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد کرنا:

مسلمانوں کے لیے واجب ہے کہ وہ مشرکین اور ان کے دین سے براءت کا اظہار کریں، اور اہل توحید سے محبت ودوستی برقرار رکھیں، اور جس شخص نے کفر کو پسند کیا یا اس سے راضی ہوا یا اس پر کسی کافر ومشرک کی مدد کی تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کی مدد کرنے کی دو قسمیں ہیں:

کفر وارتداد ہے:
مشرکوں سے محبت اور مسلمانوں سے بغض رکھتے ہوئے ان کے خلاف مشرکوں کی سربلندی کی خاطر ان کی مدد کرے۔

کفر وارتداد نہیں ہے:
مشرکوں سے محبت اور مسلمانوں سے بغض کی خاطر نہ ہو، بلکہ دنیوی مصلحت کے پیش نظر ہو۔

نواں ناقض

جو یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کے لیے محمد ﷺ کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے، جیسا کہ خضر علیہ السلام کے لیے موسی علیہ السلام کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں تھی، تو وہ بھی کافر ہے۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ بعض لوگوں کے لیے محمد ﷺ کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے:

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایسا کرنے والا کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے، اس سے توبہ کروایا جائے گا اور اس کے سامنے دلائل بیان کیے جائیں گے، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں) اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: «لَوْ كَانَ أَخِي مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي» (اگر میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع ناگزیر ہوتی)۔

اور ایسا ہی معاملہ ان اہل کتاب کے ساتھ کیا جائے جنہیں نبی ﷺ کی دعوت پہنچی ہو۔

کیا واقعی خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند نہیں تھے؟ یہ دلیل سے ثابت نہیں ہے، اور اگر ثابت ہو بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کی شریعت موسیٰ کی شریعت کے علاوہ ہو، جیسا کہ اس زمانے میں انبیا اپنی خاص قوم کے لیے مبعوث کیے جاتے تھے، جب کہ ہمارے نبی ﷺ پوری دنیا کے لیے بھیجے گئے ہیں، لہذا ہر ایک کے اوپر نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی پابندی ضروری ہے، جس سے کسی کو مفرّ نہیں۔

دسواں ناقض

اللہ ﷻ کے دین سے اعراض وانحراف کرنا، نہ ہی اس کا علم حاصل کرنا اور نہ ہی اس پر عمل کرنا، جس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَـٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآ ۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾ (اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھر لیا، (یقین مانو) کہ ہم بھی گنہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں)۔

اللہ ﷻ کے دین سے روگردانی کرنا:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الـدِّينِ» (اللہ ﷻ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے)، اور جس کے ساتھ بھلائی نہیں چاہتا اسے دین کی تعلیم سے غافل کر دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَـٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآ ۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ﴾ (اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا، [یقین مانو] کہ ہم بھی گنہ گاروں سے انتقام لینے والے ہیں)۔ اور گنہ گار لوگ ہی جہنمی ہوں گے -والعیاذ باللہ-۔

روگردانی کرنے والوں کا حکم:

جس نے سننے سے اعراض کیا اور نہ ہی دل سے تصدیق وتکذیب کی، نہ دوستی ظاہر کی نہ ہی دشمنی مول لی، اور نہ ہی اس کی کوئی پرواہ کی، تو وہ کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ رَأَيْتَ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا﴾ (ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول -ﷺ- کی طرف آؤ، تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں)۔ اور دوسری جگہ ارشاد باری ہے: ﴿وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِۦ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾ (اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا)۔

خاتمہ

مذکورہ نواقض کا مرتکب اسلام سے خارج مانا جائے گا خواہ اس کا ارتکاب مذاق میں کرے یا سنجیدگی کے ساتھ یا ڈر کی وجہ سے، سوائے اس شخص کے جس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا ہو، اور یہ سارے کے سارے (نواقض) بڑے سنگین اور کثرت سے وقوع پزیر ہیں، لہذا مسلمانوں کو اس سے بچنا اور محتاط رہنا ضروری ہے، ہم اللہ ﷻ کے غضب اور اس کے دردناک عذاب اور اس کے اسباب سے پناہ چاہتے ہیں، وَصَلَّى اللهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

ان نواقض کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، خواہ ایسا کرنے والا:

هازل (غیر سنجیدہ) ہو: یعنی ان نواقض میں کسی ناقض کو انجام دے اور دعوی کرے کہ اس نے مذاق میں ایسا کیا ہے۔

جاد (سنجیدہ) ہو: یعنی ان نواقض میں کسی ناقض کو بلا عذر جان بوجھ کر انجام دے۔

خائف ہو: یعنی جھوٹا دعوی کرے کہ اس نے مال و دولت اور جاہ و حشمت کے نقصان کے خوف سے ایسا کیا ہے، درآں حالیکہ اس پر کسی قسم کی زبردستی نہیں کی گئی ہو، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ فَإِذَآ أُوذِيَ فِي ٱللَّهِ جَعَلَ فِتۡنَةَ ٱلنَّاسِ كَعَذَابِ ٱللَّهِ وَلَئِن جَآءَ نَصۡرٞ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمۡۚ أَوَلَيۡسَ ٱللَّهُ بِأَعۡلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴾ (اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، لیکن جب اللہ کی راہ میں مشکل آن پڑتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں، ہاں اگر اللہ کی مدد آ جائے تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھی ہی ہیں کیا دنیا جہان کے سینوں میں جو کچھ ہے اس سے اللہ تعالیٰ دانا نہیں ہے؟)

اکراہ (زبردستی):

جس شخص کے اوپر ان نواقض میں سے کسی ناقض کو کرنے پر زور وزبردستی کی گئی ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا، لیکن اس اکراہ کے چند شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- واقعی اس پر زور و زبردستی کی گئی ہو، لہذا جس پر زبردستی نہ کی گئی ہو وہ معذور نہیں سمجھا جائے گا، جیسے خائف یا چاپلوس۔

۲- جس چیز پر مجبور کیا گیا ہو اس سے تجاوز نہ کرے، مثلاً کسی کو ان نواقض میں سے کسی ایک پر مجبور کیا گیا لیکن اس نے ایک سے زائد ناقض کا ارتکاب کیا۔

۳- حتی المقدور کفر کے صریح الفاظ ادا کرنے سے گریز کرے۔

۴- اس ناقض کا ارتکاب صرف زبان سے کرے، جبکہ دل قوت ایمانی سے معمور ہو۔

۵- جس چیز پر مجبور کیا گیا ہو اس کا اثر دوسروں پر نہ پڑتا ہو اور نہ ہی اس کا تعلق فتنہ و فساد اور لوگوں کی گمراہی سے ہو۔

چند ضروری باتیں:

پہلی: مؤلف رحمہ اللہ کا اس کتاب سے لوگوں کی تکفیر کرنا مقصد نہیں ہے، بلکہ ان نواقض کو اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ لوگ ان کو جانیں اور ان کے ارتکاب سے خود کو محفوظ رکھیں، تاکہ ان کا ایمان درست ہو اور ان کو دردناک عذاب سے نجات ملے، اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کریں، کیونکہ یہ خطرناک امر ہے جس کو جاننا اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

دوسری: علم شرعی کے ذریعہ ہی شرک سے بچنا ممکن ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ» (اللہ ﷻ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے)، کیونکہ فقہ دین اہم واجبات میں سے ہے، جس کے ذریعہ انسان شرک، بدعت اور گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر سکتا ہے، لہذا انسان کو اپنے رب کی معرفت جس قدر زیادہ ہو گی اس قدر اپنے حرکات وسکنات میں اسے اللہ کی مراقبت کا خیال ہو گا، اور جس قدر علم میں پختگی اور گہرائی ہو گی اسی قدر اللہ کا اخلاص پیدا ہو گا اور ایمان مکمل ہو گا، بعض اہل علم کا کہنا ہے: کہ ہم نے غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنا شروع کیا تھا لیکن اللہ نے اس میں اخلاص پیدا کر دیا۔

تیسری: نواقض اسلام میں سے کسی ناقض کے ارتکاب پر فرد معین کی تکفیر ہرگز جائز نہیں، الا یہ کہ اس پر حجت تمام ہو اور موانع تکفیر سے خالی ہو، لیکن اس کے باوجود بھی تکفیر کا حق صرف اور صرف مسلم حکمران یا قاضی ہی کو حاصل ہے نہ کہ عام لوگوں کو۔

چوتھی: مؤلف رحمہ اللہ نے کتاب کو اس دعا کے ذریعہ ختم کیا ہے: (نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ مُوجِبَاتِ غَضَبِهِ وَأَلِيمِ عِقَابِهِ)، جو کہ پڑھنے والوں کے ساتھ شفقت ورحمت اور خیر خواہی کی واضح دلیل ہے، اور یہی عادت کریمہ ان کے تمام مؤلفات میں موجود ہے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور بہترین بدلے۔

آمین۔

خود کو پرکھیں:

مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات، دی گئی خالی جگہوں میں لکھیں:

۱. علماء کرام اپنے مؤلفات کی ابتدا بسم اللہ سے کیوں کرتے ہیں؟

۱- ....

۲- ....

۳- ....

۴- ....

۲. نواقض اسلام کا کیا معنی ہے؟

....

....

۳. علماء کرام ان کو کبھی نواقض اسلام یا کبھی مفسدات اسلام یا کبھی مبطلات اسلام سے کیوں تعبیر کرتے ہیں؟

....

....

۴. کیا یہ نواقض اسلام علما کے مابین متفق علیہ ہیں؟

....

....

۵. کیا نواقض کی تعداد صرف اتنی ہی ہے، یعنی اس کا شمار ممکن ہے؟

- شمار ممکن ہے　　- شمار ممکن نہیں ہے　　- اجمالی طور پر شمار ممکن ہے، لیکن عدد متعین نہیں ہے۔

۶. مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں، دس ہی کا ذکر کیوں کیا ہے؟

....

....

....

۷. جب کتاب وسنت میں عدد کا ذکر کیا جائے، تو کیا وہی عدد مقصود ہے؟یعنی اس عدد پر کچھ زیادہ نہ کیا جائے گا؟

....

....

۸. کبھی کبھی عدد کو ذکر کیوں کیا جاتا ہے جب کہ وہ مقصود نہیں ہوتا ہے؟

....

....

۹. بطور مثال ایک عدد بیان کریں جو شریعت میں مقصود ہو؟

....

....

۱۰. بطور مثال ایک عدد بیان کریں جو شریعت میں مقصود نہ ہو؟

....

....

۱۱. ان دس نواقض پر زیادہ کرنے کے سلسلے میں مؤلف کی کیا رائے ہے؟

....

....

۱۲. ان کے ذکر کیے گئے کس جملہ سے یہ مفہوم نکلتا ہے؟

....

....

۱۳. کیا ان نواقض کا شمار ممکن ہے؟

....

....

....

١٤. ان نواقض کا شمار کیسے کیا جائے گا؟

١- ....

٢- ....

٣- ....

٤- ....

١٥. نواقض اسلام کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

....

....

١٦. نواقض اسلام سے متعلق کسی اور نے بھی تالیف کی ہے؟

....

....

١٧. کیا ان نواقض اسلام میں فعل اور فاعل کے درمیان فرق کیا جائے گا؟

....

....

١٨. اس تفریق کا سبب کیا ہے؟

....

....

١٩. کیا مؤلف رحمہ اللہ علیہ کا مقصد فرد معین کی تکفیر ہے؟

....

....

٢٠. ان نواقض کو جاننے والے پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے؟

....

....

۲۱. مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود کون سا شرک ہے؟

....

....

۲۲. ہم شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان کیسے فرق کریں گے؟

....

....

....

....

....

....

۲۳. کیا شرک اکبر معاف ہو جاتا ہے؟ اور یہ کب معاف نہیں ہوتا ہے؟

....

....

۲۴. شرک اصغر اور کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ کون سا ہے؟

....

....

۲۵. کبیرہ گناہ کا ضابطہ کیا ہے؟

....

....

۲۶. کیا کبیرہ گناہ کی کوئی تعداد متعین ہے؟

....

....

....

....

۲۷. کبیرہ گناہ کے مرتکبین کا کیا حکم ہے؟ اور ان سے محبت کی جائے گی یا بغض رکھا جائے گا؟

....

....

....

....

۲۸. کیا گناہ کبیرہ کے مرتکبین کے ساتھ تعلق رکھا جائے گا؟

....

....

۲۹. کیا کبیرہ گناہ کے مراتب متفاوت ہیں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟

....

....

۳۰. کبیرہ گناہ کے مرتکبین کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے؟ یا یہ اعمال صالحہ کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں؟

....

....

۳۱. محرمات کی کتنی قسمیں ہیں؟

....

....

۳۲. شرک اکبر کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱- ....

۲- ....

۳- ....

۴- ....

۳۳. ذبح کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱- ....

٢- ....

٣- ....

٣٤. ذبح کرنا شرک اکبر کب ہوگا؟

....

....

٣٥. شفاعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

١- ....

٢- ....

٣- ....

٣٦. توکل کی کیا تعریف ہے؟

....

....

٣٧. توکل کی کتنی قسمیں ہیں؟

١- ....

٢- ....

٣- ....

٣٨. کیا یہ کہنا کہ: (میں نے فلاں پر توکل کیا) یا (میں نے اللہ پر پھر فلاں پر توکل کیا) درست ہے؟

- صحیح ہے - صحیح نہیں ہے

٣٩. کس طرح کہنا درست ہے؟

....

....

٤٠. مشرکین کے کفر کی کیا دلیل ہے؟ کیا اس میں اہل کتاب بھی داخل ہیں؟

....

....

۴۱. کیااس کامطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ عہد شکنی کی جائے؟

....

....

۴۲. مشرکوں کے ساتھ طریقۂ تعامل میں لوگوں کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱- ....

۲- ....

۳- ....

۴۳. اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے کی کتنی قسمیں ہیں؟

....

....

۴۴. اللہ ہی کی خاطر محبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

....

....

۴۵. اللہ کی خاطر کن امور سے محبت کرنا اور کن امور سے بغض رکھنا واجب ہے؟

....

....

۴۶. استہزا کرنے والا کفر کی کس قسم میں شمار کیا جائے گا؟

....

....

۴۷. کیا استہزا کرنے والے کے لیے توبہ ہے؟ اس کی کیا شرطیں ہیں؟

۱- ....

۲- ....

۳- ....

۴۸. نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟

....

....

۴۹. جو گالیاں سن رہا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ یا اس کو کیا کرنا چاہیے؟

....

....

۵۰. جادوگر کے کافر ہونے کی کیا دلیل ہے؟

....

....

۵۱. جادوگر کی کیا نشانیاں ہیں؟

....

....

۵۲. جادوگر کے پاس جانے کا کیا حکم ہے؟

....

....

۵۳. جادوگر کے پاس جانے کا کیا مطلب ہے؟

....

....

۵۴. نشرہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

١- ....

٢- ....

۵۵. جادو کا علاج جادو سے کرنا، اس کو جائز کہنے والوں پر کیسے رد کریں گے؟

١- ....

٢- ....

٣- ....

۴- ....

۵- ....

۶- ....

۷- ....

۸- ....

۵۶. مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد کرنے کا کیا حکم ہے؟

....

....

۵۷. کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کے لیے محمد ﷺ کی شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے؟

....

....

۵۸. کیا خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند نہیں تھے؟

....

....

۵۹. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین سے اعراض وانحراف کرنے کا کیا حکم ہے؟

....

....

۶۰. مؤلف رحمہ اللہ علیہ کے کلام میں خائف کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس سے مراد مکرہ (جس پر زبردستی کی گئی ہو) ہے؟

....

....

....

....

٦١. اکراہ کی کیا شرطیں ہیں؟

١- ....

٢- ....

٣- ....

۴- ....

۵- ....

٦٢. مؤلف نے کتاب کو دعا کے ذریعہ کیوں ختم کیا ہے؟

....

....

٦٣. مسلمان خود کو شرک سے کیسے محفوظ رکھے؟

....

....

مرکز دار الہدی اڈپی کے اہداف و مقاصد

★ کتاب وسنت کی روشنی میں سلف صالحین کی فہم کے مطابق اسلامی عقیدے کی ترویج۔

★ اسلام کے متعلق لوگوں کے شبہات کا ازالہ اور معاشرے کے ہر طبقہ کی اصلاح کی کوشش۔

★ شریعت کو عام فہم بنانے کے لئے مسلمانوں کے مابین عربی زبان کو آسان بنا کر پیش کرنا۔

★ دعوتی سرگرمیوں میں دیگر اداروں اور اسلامی مراکز کے ساتھ تعاون۔

★ اسلام کی نشرواشاعت میں سوشیل میڈیا کا صحیح استعمال۔

★ مساجد ومراکز کے لیے اسلامی لائبریری اور قرآن وترجمہ قرآن کی فراہمی کی کوشش۔

★ عربی کتابوں کا مقامی زبانوں میں ترجمہ مع طباعت اور عوام تک اس کو پہنچانے کی کوشش۔

یہ کتاب اللہ کیلئے وقف ہے بیچنا جائز نہیں ہے

اردو ترجمہ

1, first floor, Himalay pearl, Manipal road, Kadiyali, Udupi, Karnataka - India Pin : 576102
Tel. : 0820 2525905 Ph. : +91 8904481890 Whatsapp : +966 507472706
Email : dar_ul_hudaudupi@yahoo.com